

## ہم اہل حدیث کیوں؟

حافظ ابو یحییٰ نور پوری

اہل حدیث ہی اہل حق ہیں۔ لقب اہل حدیث گمراہی کو ہرگز قبول نہیں کرتا۔ اسی لیے جو بھی گمراہ ہو جاتا ہے، وہ اہل حدیث سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ تب ہی تو ہر ظالم اور گمراہ فرقے کی کوشش ہوتی ہے کہ دنیا میں اہل حدیث کہنے، کہلوانے والا کوئی نہ ہو۔ ان کا یہ خواب نہ کبھی شرمندہ تعبیر ہوا، نہ ہوگا۔ **إِنْ شَاءَ اللَّهُ!**

دراصل یہ بُری خواہش کرنے والے وہ لوگ ہیں جو سلف صالحین، ائمہ دین اور محدثین کے منہج و عقیدے کے مخالف اور دشمن ہیں۔ وہ ان کے عقیدہ و عمل کو مٹانے کے درپے ہیں، نیز یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ سلف صالحین کا دین ناقابل اتباع ہے۔

حالانکہ دنیا میں محدثین کرام ہی وہ لوگ تھے، جو اہل حق تھے۔ یہی گروہ قرآن و سنت کو کماحقہ سمجھتا اور اس پر عمل کرتا تھا۔ اسی لیے یہ طائفہ منصورہ اہل حدیث کہلایا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے بھی اپنے آپ کو اہل حدیث ہی کہتے ہیں۔

## اہل حدیث ہی اہل حق کیوں؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةً يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ﴾ (الأعراف 7: 181)

”جو لوگ ہم نے پیدا کیے، ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے، جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور اسی کے مطابق عدل و انصاف کرتا ہے۔“

اس آیتِ کریمہ کا مصداق وہ اہل حق ہیں، جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی یہ متواتر

مشہور حدیث ہے:

«لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ» .

”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور غالب رہے گا، یہاں تک کہ (قیامت

کی صورت میں) اللہ کا حکم آجائے گا۔“

(قطف الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة للسيوطي : 81، لقط اللآلي المتناثرة في

الأحاديث المتواترة للزبيدي : 20، نظم المتناثر من الحديث المتواتر : 145)

اس حدیث کی تشریح میں ائمہ اہل سنت، محدثین کرام بالاتفاق فرماتے ہیں کہ اس

طائفہ منصورہ سے مراد اہل حدیث ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں :

① امام اہل سنت، احمد بن حنبل رحمہ اللہ (164-241ھ) فرماتے ہیں :

إِنْ لَّمْ تَكُنْ هَذِهِ الطَّائِفَةُ الْمَنْصُورَةُ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ، فَلَا أَدْرِي مَنْ هُمْ .

”اگر یہ طائفہ منصورہ اہل حدیث نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔“

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص : 2، وسنده صحيح)

② امام عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ (118-181ھ) فرماتے ہیں :

هُمْ عِنْدِي أَصْحَابُ الْحَدِيثِ .

”میرے نزدیک وہ (طائفہ منصورہ) اہل حدیث ہی ہیں۔“

(شرف أصحاب الحديث للخطيب البغدادي، ص : 42، وسنده صحيح)

③ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے سنا۔ انہوں

نے فرمایا: میں نے امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (161-234ھ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ . ”وہ (طائفہ منصورہ) اہل حدیث ہی ہیں۔“

(سنن الترمذي : 4/504، 505، ح : 2229، مطبوعة إحياء التراث العربي، بيروت)

④ امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (117-206ھ) فرماتے ہیں :

إِنْ لَّمْ يَكُونُوا أَهْلَ الْحَدِيثِ وَالْأَثَرِ، فَلَا أَذْرِي مَنْ هُمْ.

”اگر وہ (طائفہ منصورہ) اہل حدیث نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں؟“

(مسألة الاحتجاج بالشافعي للخطيب، ص: 33، وسنده صحيح)

⑤ امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (194-256ھ) فرماتے ہیں:

يَعْنِي أَهْلَ الْحَدِيثِ. ”اس سے مراد اہل حدیث ہیں۔“

(مسألة الاحتجاج بالشافعي، ص: 33، وسنده صحيح)

⑥ امام حاکم رحمہ اللہ (321-405ھ) اس بارے میں فرماتے ہیں:

وَفِي مِثْلِ هَذَا قِيلَ: مَنْ أَمَرَ السُّنَّةَ عَلَى نَفْسِهِ قَوْلًا وَفِعْلًا نَطَقَ بِالْحَقِّ، فَلَقَدْ أَحْسَنَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِي تَفْسِيرِ هَذَا الْخَبَرِ أَنَّ الطَّائِفَةَ الْمَنْصُورَةَ الَّتِي يُرْفَعُ الْخِذْلَانُ عَنْهُمْ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ؛ هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ، وَمَنْ أَحَقُّ بِهَذَا التَّأْوِيلِ مِنْ قَوْمٍ سَلَكُوا مَحَجَّةَ الصَّالِحِينَ، وَاتَّبَعُوا آثَارَ السَّلَفِ مِنَ الْمَاضِينَ، وَدَخَضُوا أَهْلَ الْبِدْعِ وَالْمُخَالِفِينَ سُنَنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى إِلِهِ أَجْمَعِينَ.

”ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جو شخص اپنے نفس پر قولاً وفعلاً سنت کو لاگو

کر لیتا ہے، وہ حق کے مطابق ہی بولتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس حدیث کی بہت

اچھی تفسیر کی ہے کہ طائفہ منصورہ، جن سے قیامت تک ذلت و رسوائی دور کر دی گئی ہے، وہ

اہل حدیث ہی ہیں۔ اس تفسیر کا ان لوگوں سے بڑھ کر مصداق ہو بھی کون سکتا ہے، جو نیک

لوگوں کے منہج پر گامزن ہوئے، سلف صالحین کے آثار کی پیروی کی، نیز اہل بدعت اور رسول

کریم ﷺ کی سنت کے مخالفین کو لا جواب کیا؟“ (معرفة علوم الحديث للحاكم، ص: 2)

نیز فرماتے ہیں: وَعَلَىٰ هَذَا عَهْدُنَا فِي أَسْفَارِنَا وَأَوْطَانِنَا كُلِّ مَنْ يُنْسَبُ إِلَىٰ نَوْعٍ مِّنَ الْإِلْحَادِ وَالْبِدْعِ؛ لَا يَنْظُرُ إِلَى الطَّائِفَةِ الْمَنْصُورَةِ إِلَّا بِعَيْنِ الْحَقَّارَةِ، وَيُسَمِّيَهَا الْحَشَوِيَّةَ --- .

”ہم نے اپنے سفر و حضر میں اسی طرح دیکھا ہے کہ جس شخص میں کوئی گمراہی اور بدعت ہوتی ہے، وہ طائفہ منصورہ کو حقارت ہی کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کو حشویہ (گمراہ فرقہ) کا نام دیتا ہے۔“ (معرفة علوم الحديث للحاكم، ص: 4)

④ امام قوام السنہ، اسماعیل بن محمد اصفہانی (457-535ھ) فرماتے ہیں:

ذَكَرَ أَهْلُ الْحَدِيثِ، وَإِنَّهُمْ الْفِرْقَةُ الظَّاهِرَةُ عَلَى الْحَقِّ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ .  
”اہل حدیث کا بیان، وہی قیامت تک حق پر غالب رہنے والا گروہ ہے۔“

(الحجة في بيان المحجة: 262/1)

⑤ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (392-463ھ) فرماتے ہیں:

فَقَدْ جَعَلَ رَبُّ الْعَالَمِينَ الطَّائِفَةَ الْمَنْصُورَةَ حُرَّاسَ الدِّينِ، وَصَرَفَ عَنْهُمْ كَيْدَ الْمُعَانِدِينَ، لِيَتَمَسَّكِهِم بِالشَّرْعِ الْمَتِينِ، وَافْتِثَائِهِمْ آثَارَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، فَشَانُهُمْ حِفْظُ الْآثَارِ وَقَطْعُ الْمَفَاوِزِ وَالْقَفَارِ، وَرُكُوبُ الْبَرَارِيِّ وَالْبَحَارِ، فِي افْتِبَاسِ مَا شَرَعَ الرَّسُولُ الْمُصْطَفَى، لَا يُعَرِّجُونَ عَنْهُ إِلَى رَأْيٍ وَلَا هَوًى، قَبِلُوا شَرِيعَتَهُ قَوْلًا وَفِعْلًا، وَحَرَسُوا سُنَّتَهُ حِفْظًا وَنَقْلًا، حَتَّى تَبْتُتُوا بِذَلِكَ أَصْلَهَا، وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا، وَكَمْ مِّنْ مُّلْحِدٍ يَّرُومُ أَنْ يَخْلِطَ بِالشَّرِيعَةِ مَا لَيْسَ مِنْهَا، وَاللَّهُ تَعَالَى يَذُبُّ بِأَصْحَابِ الْحَدِيثِ عَنْهَا، فَهُمْ الْحُقَاطُ لِأَرْكَانِهَا، وَالْقَوَامُونَ بِأَمْرِهَا وَشَانِهَا، إِذَا

صَدَفَ عَنِ الدِّفَاعِ عَنْهَا، فَهُمْ دُونَهَا يُنَاضِلُونَ ﴿أَوَلَيْكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (المجادلة 58: 22).

”اللہ رب العالمین نے طائفہ منصورہ کو دین کا محافظ بنایا اور ان کو مخالفین کی سازشوں سے محفوظ کیا، کیونکہ انہوں نے شریعتِ مطہرہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہے اور صحابہ و تابعین کے آثار کی پیروی کی ہے۔ وہ ہر وقت آثار کو یاد کرتے، (حدیث کے لیے) صحراؤں و بیابانوں کا سفر کرتے اور پیغمبر مصطفیٰ ﷺ کی دی ہوئی شریعت کو سمجھنے کے لیے بحر و بر میں گھستے نظر آتے ہیں۔ وہ حدیث کو چھوڑ کر کسی رائے یا خواہش کی پیروی نہیں کرتے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی شریعت کو قولاً و فعلاً قبول کیا ہے اور آپ ﷺ کی سنت کی حفظ و نقل کے اعتبار سے حفاظت کر کے اس کی جڑ مضبوط کر دی ہے۔ یہی لوگ اس کام کے لائق اور اہل تھے۔ کتنے ہی ملحدین شریعت میں وہ چیزیں ملا دینا چاہتے ہیں، جو اس میں شامل نہیں ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اہل حدیث کے ذریعے شریعت کا دفاع کرتا ہے۔ اہل حدیث ہی شریعت کے ارکان کے محافظ اور اس کی سادھ کو مضبوط کرنے والے ہیں۔ جب شریعت کے دفاع کی راہ میں رکاوٹیں حائل کی جائیں تو وہ اس کی خاطر لڑائی بھی کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا گروہ ہیں، خبردار! اللہ تعالیٰ کے گروہ (کے لوگ) ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔“

(شرف أصحاب الحديث، ص: 39)

### اہل حدیث کا عقیدہ و منہج :

اہل حدیث کا وہی عقیدہ و منہج ہے، جو محدثین کرام کا تھا۔ ہم سرمو بھی اس سے منحرف نہیں ہیں۔ اس لیے کہ ہمارے نزدیک محدثین کرام سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اہل حدیث، قرآن و حدیث، اجماع امت اور اجتہاد شرعی کو حق مانتے ہیں۔ ہمارے نزدیک

قرآن و سنت کا وہی فہم معتبر ہے، جو محدثین کا اتفاقی فہم ہے۔ دنیا میں محدثین سے ثابت ایک بھی اجماع ایسا نہیں، جس کے اہل حدیث منکر ہوں۔ ہم دینی مسائل میں اسلاف امت اور محدثین کرام کے اجتہادات کو مقدم رکھتے ہیں، جیسا کہ اہل حدیث کے اسلاف:

❁ امام عبد الرحمن بن عمرو، اوزاعی رحمہ اللہ (م: 157ھ) فرماتے ہیں:

عَلَيْكَ بِآثَارِ مَنْ سَلَفَ وَإِنْ رَفَضَكَ النَّاسُ، وَإِيَّاكَ وَرَأْيَ الرَّجَالِ وَإِنْ زَخَرَفُوهُ بِالْقَوْلِ، فَإِنَّ الْأَمْرَ يَنْجَلِي وَأَنْتَ عَلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ .

”تو سلف (محدثین) کے آثار کو لازم پکڑ، اگرچہ لوگ تجھے چھوڑ دیں۔ تو (بدعتی) لوگوں کی آرا سے بچ، اگرچہ وہ ان کو مزین کر کے پیش کریں، کیونکہ بلاشبہ ایسا کرنے سے تیرا معاملہ صاف ہو جائے گا اور تو صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائے گا۔“

(شرف أصحاب الحديث للخطيب: 6، الشريعة للأجري: 127، وسنده صحيح)

❁ امام ابو زرہ رازی (200-264ھ) اور امام ابو حاتم رازی (240-327ھ) رحمہم اللہ

فرماتے ہیں: ”نیز ہم اہل سنت والجماعت کی اتباع کرتے ہیں، شذوذ، اختلاف اور تفرقہ بازی سے اجتناب کرتے ہیں۔۔۔“ (کتاب أصل السنة واعتقاد الدين)

❁ علامہ ابو المظفر سمعانی رحمہ اللہ (426-489ھ) فرماتے ہیں:

وَشِعَارُ أَهْلِ السُّنَّةِ اتِّبَاعُهُمُ السَّلَفَ الصَّالِحَ، وَتَرْكُهُمْ كُلَّ مَا هُوَ مُبْتَدَعٌ مُحَدَّثٌ .

”اہل سنت (اہل حدیث) کا شعار سلف صالحین کی پیروی کرنا

اور ہر بدعت کو چھوڑ دینا ہے۔“ (الحجة في بيان المحجة للاصبهاني: 395/1)

سوال یہ ہے کہ اگر محدثین کرام کا منہج و عقیدہ درست تھا اور وہ اہل حق تھے تو ان کے ہم عقیدہ وہ منہج اہل حق کیوں نہیں؟



## اعتراضات کا منصفانہ تجزیہ

اہل حدیث لقب پر مختلف قسم کے لوگ کئی قسم کے اعتراضات کرتے ہیں، آئیے اختصار کے ساتھ ان سب کا جائزہ لیتے ہیں:

### ① ہمارا نام صرف مسلمان!

بعض لوگوں کو لفظ اسلام اور مسلم کا ہیضہ ہو گیا ہے۔ یہ لوگ کسی کافر و مشرک اور بدعتی سے اتنی نفرت نہیں کرتے، جتنی اہل حدیث سے روا رکھتے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو کافر بنانے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلمان رکھا ہے۔ جو کوئی اپنے آپ کو اہل سنت یا اہل حدیث کہتا ہے، وہ کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔ اس بات سے کسی مسلمان کو انکار نہیں کہ اللہ نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے اور ہم مسلمان ہی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا نام صرف مسلمان ہے۔ اس سلسلے میں جو آیت کریمہ پیش کی جاتی ہے، وہ یہ ہے:

﴿هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا﴾ (الحجّ 22: 78)

”اس (اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا، اس سے پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی۔“  
اس آیت میں کوئی کلمہ حصر استعمال نہیں کیا گیا، جس سے یہ ثابت ہو کہ ہمارا نام صرف مسلمان ہے یا اللہ نے ہمارا نام صرف مسلمان رکھا ہے، اس کے علاوہ کوئی نام رکھنا جائز ہی نہیں رہا اور جو اپنا کوئی اور نام رکھ لے گا، وہ مسلمان ہی نہیں رہے گا۔

خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے مسلمانوں کے اور بھی نام رکھے ہیں، جیسا کہ:

سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فَادْعُوا بِدَعْوَى اللَّهِ الَّذِي سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ، الْمُؤْمِنِينَ، عِبَادَ اللَّهِ».

”تم اللہ کی پکار کے ساتھ پکارو، جس نے تمہارا نام مسلمان، مؤمن اور عباد اللہ رکھا ہے۔“

(سنن الترمذی: 2863، وسندہ صحیح)

اس حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہمارے تین نام رکھے ہیں؛ مسلمان، مؤمن اور عباد اللہ۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جو مؤمن کے سوا اپنا کوئی نام رکھ لے گا، وہ مؤمن نہیں رہے گا اور جو عبد اللہ کے علاوہ اپنا کوئی نام رکھ لے، وہ اللہ کا بندہ نہیں رہے گا اور جو ان تینوں میں سے کسی نام کو چھوڑے گا، وہ دائرۃ اسلام و ایمان سے خارج ہو جائے گا؟

ہمارا ایسے لوگوں سے سوال ہے کہ اللہ نے جب مؤمن اور عباد اللہ نام بھی رکھا ہے تو آپ لوگ مؤمن اور عباد اللہ کے نام کیوں نہیں رکھتے؟

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دو نام ”مہاجرین“ اور ”انصار“ بھی ذکر کیے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ﴾ (التوبة: 9: 117)

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اور مہاجرین و انصار پر مہربانی فرمائی۔“

نبی اکرم ﷺ نے بھی جس طرح مسلمانوں کو [يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ] (اے مسلمانوں کی جماعت!) کہہ کر پکارا (صحیح البخاری: 4141، صحیح مسلم: 2770)، اسی طرح ان کو [يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ] (اے مہاجرین کی جماعت!) (صحیح البخاری: 6830) اور [يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ] (اے انصار کی جماعت!) (صحیح البخاری: 4330، صحیح مسلم: 1059) کہہ کر بھی یاد فرمایا۔

نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو کئی اور ناموں سے بھی پکارا اور یاد فرمایا، لیکن ہم نے خصوصاً مہاجرین اور انصار کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ اسلام کے بعض ٹھیکیداروں کو جب یہ کہا جاتا ہے کہ اگر اللہ نے تمہارا نام صرف مسلمان رکھا ہے تو تمہارا نام مسعود، حنیف، شیم وغیرہ



کیوں ہے؟ تو وہ یہ جواب دے کر بات ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ پابندی صرف مذہبی نام پر ہے، یعنی مسلم کے سوا کوئی مذہبی نام نہیں رکھا جاسکتا، مثلاً اہل سنت اور اہل حدیث وغیرہ مذہبی نام ہیں، یہ نام ناجائز ہیں، ان کی وجہ سے مسلمان مشرک اور فرقہ پرست بن جاتا ہے۔ حالانکہ اہل سنت اور اہل حدیث دونوں اسی طرح کے مذہبی نام ہیں، جس طرح کے مذہبی نام مہاجرین اور انصار ہیں۔ مہاجرین کو ہجرت جیسے مذہبی فریضے کی بجا آوری پر مہاجرین کا نام دیا گیا اور ان بے یار و مددگار مہاجرین کی نصرت جیسے دینی کارنامے کی بنا پر مدینہ کے مسلمانوں کو انصار کا نام دیا گیا۔ جب کسی مذہبی کارنامے کی بنا پر کوئی نام جائز ہے تو قرآن و سنت پر عمل جیسے مذہبی کارنامے کی بنا پر اہل سنت یا اہل حدیث کہلوانا کیونکر شرک و کفر بن گیا؟ اگر اب بھی کسی کی سمجھ میں بات نہیں آئی تو ہم ایک اور طرح سے سمجھائے دیتے ہیں۔ اسلام اور مسلمان کوئی نئی اصطلاح نہیں، بلکہ پہلی امتوں میں بھی دین اسلام ہی تھا، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران 3: 19)

”بیشک دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے۔“

اسی لیے سیدنا ابراہیم اور سیدنا یعقوب علیہما السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت فرمائی تھی:

﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

(البقرة 2: 132)

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین (اسلام) پسند کیا ہے، لہذا تم نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔“

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے بلقیس اور اس کی رعایا کو خط لکھا تھا:

﴿أَلَا تَعْلَمُونَ عَلَيَّ وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ﴾ (النمل 27: 31)

”میرے خلاف سرکشی نہ کرو اور مسلمان ہو کر میرے پاس آ جاؤ۔“

یعنی پہلے انبیاء کا دین بھی اسلام ہی تھا اور پہلی امتوں کو بھی مسلمان ہی ہونے کا حکم تھا، لیکن اس کے باوجود اپنے انبیاء کے پیروکار یہودی کہلاتے تھے یا نصرانی، اگر وہ اہل توحید تھے، تو جنت میں جائیں گے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (البقرة: 2: 62)

”بلاشبہ جو لوگ (محمد ﷺ پر) ایمان لائے اور جو یہودی، نصرانی اور صابی (آبا و اجداد کا دین چھوڑ کر نیا دین قبول کرنے والے) بنے، ان میں سے جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے تھے اور نیک عمل کرتے تھے، ان کے لیے ان کے رب کے ہاں اجر ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا، نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

یعنی یہود و نصاریٰ کہلانے والے مومنوں کو بھی جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔

اسی طرح کچھ لوگ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کی بعثت سے پہلے دورِ جاہلیت میں بھی اہل توحید تھے، جنہوں نے بت پرستی چھوڑ کر توحید کو اپنا لیا تھا۔ ان کا دین نصرانیت تھا۔ مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ایسے لوگ جنتی ہیں۔ ورقہ بن نوفل سے کون واقف نہیں؟ یہ انہی لوگوں میں سے تھے۔ ذرا ان کا تعارف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

وَكَانَ امْرَأً تَنْصَرَفَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ، فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ.

”ورقہ بن نوفل دورِ جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ کر نصرانی ہوئے تھے، وہ عبرانی زبان

لکھنا جانتے تھے، چنانچہ جس قدر انہیں توفیق ملتی عبرانی زبان میں انجیل لکھتے رہتے۔“

(صحیح البخاری: 3، صحیح مسلم: 160)

یعنی موحد ہونے کے ساتھ ساتھ ورقہ بن نوفل کا مذہب نصرانیت تھا۔

نصرانیت کی وجہ تسمیہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ امام قتادہ تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تُسَمُّوْا بِقَرِيَّةٍ يَّقَالُ لَهَا نَاصِرَةٌ، كَانَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَنْزِلُهَا.

”ان کا یہ نام ایک بستی [ناصرہ] کی بنا پر پڑا جس میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تشریف لایا

کرتے تھے۔“ (تفسیر الطبری: 2/145، وسندہ صحیح)

یعنی پہلی امتوں کو بھی مسلمان ہونے کا حکم تھا اور ان سے بھی صرف دین اسلام ہی کا مطالبہ تھا۔ پہلے انبیاء نے اسلام ہی کی دعوت دی اور انبیائے کرام کے پیروکار مسلمان ہی تھے، لیکن مسلمان ہونے کے ساتھ کوئی اہل توحید یہودی یا نصرانی بھی کہلایا، تو اللہ کی جنت کا وارث قرار پایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان ہوتے ہوئے کوئی ایسا دینی، مذہبی، تنظیمی و تحریکی اور مسلکی نام کفر و شرک نہیں ہوتا، جس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو۔

اصل بات تو عقیدہ و منہج کی ہے۔ اگر عقیدہ و منہج سلامت نہیں، تو لاکھ دفعہ مسلمان کہلائے اور کروڑ دفعہ اسلام کا دعویٰ کرے، نجات ممکن نہیں اور اگر عقیدہ و منہج درست ہے تو مسلمان ہونے کے ساتھ مہاجر کہلائے یا انصاری، اہل سنت کہلائے یا اہل حدیث، نجات سے کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

نصرانیت ایک مذہبی نام تھا، جو ایک بستی کی بنا پر پڑا تھا۔ جب مسلمان ہوتے ہوئے ایک بستی کی طرف منسوب مذہبی نام ورقہ بن نوفل کی نجات میں رکاوٹ نہیں بن سکا، تو قرآن و سنت کی طرف منسوب نام ہم اہل توحید کے لیے کفر و شرک کیسے بن گیا؟

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی کفریہ و شرکیہ اور باطل عقیدہ و منہج کی طرف نسبت



کرنے کے لیے رکھے جانے والے جماعتی نام اپنے منسوب الیہ عقیدہ و منہج کی بنا پر ناجائز ہیں، اس لیے نہیں کہ مسلمان ہوتے ہوئے کوئی دوسرا جماعتی نام نہیں رکھا جاسکتا۔

## ② اہل حدیث تو محدثین تھے!

اس سلسلے میں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اہل حدیث صرف محدثین تھے۔ ان کے بعد کوئی اہل حدیث نہیں ہو سکتا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ ان کے خیال کے مطابق محدثین کرام کو ماننے والا دنیا میں کوئی رہا ہے نہ ان کے عقیدہ و عمل کو کسی نے سمجھا اور اپنایا ہے اور محدثین کرام سے محبت کرنے والا کوئی دنیا میں تھا، نہ ہے، نیز ان کے منہج کی دعوت دینے والا کوئی تھا، نہ ہے۔ اگر خدا نخواستہ واقعی ایسا ہو جائے، تو اہل باطل کی دلی مراد پوری ہو جائے، گمراہ فرقوں کو پینپنے کا موقع مل جائے اور دین محمد ﷺ کے دشمنوں کا کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے۔

حالانکہ کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہندوستان کے شہر دیوبند میں ”دارالعلوم دیوبند“ قائم کرنے والے ہی دیوبندی تھے، ان کے بعد کوئی دیوبندی نہیں ہو سکتا اور ہندوستان کے شہر ”بریلی“ کے باشندے، جناب احمد رضا خان ہی بریلیوی تھے، ان کے بعد کوئی بریلیوی نہیں ہو سکتا۔ اہل حدیث کے بدخواہوں کی طرف سے کبھی یہ سوال نہیں کیا گیا کہ پاکستان اور دیگر ممالک کے باشندے ہندوستان کے شہر دیوبند اور بریلی کی طرف کیسے منسوب ہو گئے؟

جن لوگوں نے دیوبند میں 1866ء کو قائم ہونے والے ”دارالعلوم“ کا دیا ہوا طریقہ کار اختیار کیا، وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں اور کسی بھی وقت دیوبندی کہلا سکتے ہیں اور جنہوں نے بریلی کے باشندے جناب احمد رضا خان (1865-1921ء) کا دیا ہوا دین اپنایا، وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں اور کسی بھی وقت بریلیوی کہلا سکتے ہیں، تو جن خوش نصیبوں نے اسلام کے دورِ اوّل میں صحابہ کرام سے لے کر تدوین حدیث تک کے، حدیث پڑھنے پڑھانے والے، محدثین کرام کا منہج اختیار کیا، وہ اہل حدیث کیوں نہیں کہلا سکتے؟

دراصل اہل حدیث کی دو قسمیں ہیں؛ ایک قسم ان محدثین کرام پر مشتمل ہے، جنہوں نے حدیث کو روایت کیا، جمع کیا اور اس کے معنی و مفہوم کو بجا طور پر سمجھا۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے، جنہوں نے محدثین کرام کے فہم دین کو لیا، شریعت کے متعلق محدثین کرام کی تعبیرات کو کافی جانا اور ہر دور میں انہی کے عقیدہ و منہج اور عمل کو اپنایا۔

شیخ الاسلام، تقی الدین، احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

وَنَحْنُ لَا نَعْنِي بِأَهْلِ الْحَدِيثِ الْمُقْتَصِرِينَ عَلَى سَمَاعِهِ، أَوْ كِتَابَتِهِ، أَوْ رَوَايَتِهِ، بَلْ نَعْنِي بِهِمْ كُلَّ مَنْ كَانَ أَحَقَّ بِحِفْظِهِ، وَمَعْرِفَتِهِ، وَفَهْمِهِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا، وَاتِّبَاعِهِ بَاطِنًا وَظَاهِرًا، وَكَذَلِكَ أَهْلُ الْقُرْآنِ، وَأَدْنَى خَصْلَةٍ فِي هَؤُلَاءِ مَحَبَّةُ الْقُرْآنِ وَالْحَدِيثِ، وَالْبَحْثُ عَنْهُمَا وَعَنْ مَعَانِيهِمَا، وَالْعَمَلُ بِمَا عَلِمُوهُ مِنْ مُوجِبِهِمَا.

”اہل حدیث سے ہماری مراد صرف وہ لوگ نہیں، جو حدیث سننے، لکھنے یا روایت کرنے پر اکتفا کرتے ہیں، بلکہ ہمارے نزدیک ہر وہ شخص اہل حدیث ہے، جو حدیث کو یاد کرتا ہو، اس کی معرفت رکھتا ہو، ظاہری و باطنی طور پر حدیث کو سمجھتا اور اس پر عمل کرتا ہو۔ اسی طرح قرآن کریم کو یاد کرنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والے بھی اہل حدیث ہیں۔ اہل حدیث کی کم سے کم خوبی یہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث سے محبت رکھتے ہیں، ان کی نصوص اور معانی کی جستجو میں رہتے ہیں اور ان کی جو تعلیمات معلوم ہو جائیں، ان پر عمل کرتے ہیں۔“

(مجموع الفتاویٰ: 4/95)

یعنی جس طرح قرآن و سنت کو یاد کرنے، سمجھنے اور آگے بیان کرنے والے محدثین کرام اہل حدیث تھے، اسی طرح ان سے قرآن و سنت کو سن کر عمل کرنے والے بھی اہل حدیث ہیں۔ قابل غور بات تو یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کی فقہی خدمات کو یاد کرنے، نقل کرنے اور امام

صاحب کے اقوال میں سے صحیح و غلط کی تمیز کرنے والے ائمہ احناف بھی حنفی تھے اور ان کے بعد میں آنے والے فقہ حنفی کے ایسے ان پڑھ پیروکار بھی حنفی کہلائے، جن کو فقہ کی تعریف تک نہیں آتی۔ اگر یہ طرز عمل درست تھا تو یہ کیسے غلط ہو گیا کہ قرآن و سنت کو یاد کرنے، سمجھنے، نقل کرنے اور صحیح و ضعیف احادیث میں تمیز کرنے والے محدثین بھی اہل حدیث ہوں اور بعد میں قیامت تک آنے والے وہ لوگ بھی اپنے آپ کو اہل حدیث کہلائیں جو محدثین سے قرآن و سنت کا علم لے کر اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتے ہوں؟

### ۳) اہل سنت ہونا چاہیے، اہل حدیث نہیں!

بعض لوگ تو ایسے عقل کے دشمن ہیں کہ لقب اہل سنت پر انہیں کوئی اعتراض نہیں، بلکہ وہ اپنے تئیں اہل سنت کہلاتے بھی ہیں، لیکن لقب اہل حدیث سے انہیں خاص قسم کی دشمنی ہے، حالانکہ ان دونوں القاب میں کوئی خاص فرق نہیں، اگر سنت اور حدیث میں فرق کرنے کی کوشش کی جائے تو نتیجہ یہی نکلے گا کہ حدیث، سنت سے زیادہ جامع لفظ ہے، کیونکہ حدیث کا اطلاق قرآن (الکہف: 18، 6؛ الزمر: 39، 23؛ القلم: 68، 44) پر بھی ہوا ہے اور اسوۂ رسول پر بھی، جبکہ سنت کے لفظ کا قرآن کریم پر کبھی اطلاق نہیں ہوا، اس کا اطلاق صرف اسوۂ رسول پر ہوتا ہے۔ یوں اہل حدیث کا معنی ہوگا: ایسے لوگ جو قرآن اور اسوۂ رسول کو اپنا دستور زندگی سمجھتے ہیں اور اہل سنت کا معنی ہوگا: ایسے لوگ جو اسوۂ رسول کو اپنا ضابطہ حیات قرار دیتے ہیں۔

یہ فرق صرف ان لوگوں کو سمجھانے کے لیے بیان کیا گیا ہے، جو اہل سنت کے نام کو تسلیم کرتے ہیں اور اہل حدیث کے نام سے چڑتے ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت اور اہل حدیث دونوں ایک ہی گروہ کے دو نام ہیں۔ جب اہل اسلام نے اسلام کے نام لیوا دشمنان اسلام روافض سے جدا گانہ تشخیص اختیار کرنا چاہا تو اپنے آپ کو اتفاقی طور پر اہل

سنت کہا اور جب اہل سنت نے اپنے آپ کو اہل سنت کہنے والے اہل بدعت سے جداگانہ تشخص بنانا چاہا تو اتفاقی طور پر اپنے آپ کو اہل حدیث کہا۔ حقیقت میں اہل سنت و اہل حدیث ایک ہی گروہ اور ایک ہی جماعت ہے، جیسا کہ:

امام اندلس، حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (368-463ھ) فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُهُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ لِلْجَارِيَةِ : «أَيْنَ اللَّهُ؟» فَعَلَى ذَلِكَ جَمَاعَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَهُمْ أَهْلُ الْحَدِيثِ .

”اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا لونڈی سے سوال کرنا کہ اللہ کہاں ہے؟ (اور اس کا جواب کہ وہ آسمانوں کے اوپر ہے)، اسی کے مطابق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور اہل سنت والجماعت اہل حدیث ہی ہیں۔“ (الاستذکار: 337/7)

نیز فرماتے ہیں: وَيَحْتَجُّ بِهِ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ، وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ .  
”اس حدیث سے اہل حدیث وفقہ دلیل لیتے ہیں اور یہی لوگ اہل سنت ہیں۔“

(الاستذکار: 258/8)

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ (471-561ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ لَا اسْمَ لَهُمْ إِلَّا اسْمُ وَاحِدٍ، وَهُوَ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ .  
”بلاشبہ اہل سنت کا ایک ہی نام ہے اور وہ اہل حدیث ہے۔“

(الغنية لطالبي طريق الحق: 71/1، طبعة دار المعرفة، بيروت)

معلوم ہوا کہ اہل سنت اور اہل حدیث ایک ہی جماعت کے دو نام ہیں۔ محدثین کرام ایک ہی وقت میں اہل سنت اور اہل حدیث کہتے، کہلاتے تھے، آج بھی اہل سنت اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتیں تو اس میں آخر مضائقہ کیا ہے؟

اس بات کو مثال سے یوں سمجھیں کہ پاکستان میں رہنے والے سارے لوگ ہی پاکستانی

ہیں، لیکن جب لاہور میں رہنے والا کوئی پاکستانی، پشاور میں رہنے والے پاکستانی سے ملتا ہے تو ایک کی شناخت لاہوری اور دوسرے کی پشاور کی ہوتی ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایک پاکستانی اپنے آپ کو لاہوری تو کہہ سکتا ہے، پشاور کی نہیں کہہ سکتا؟ جب یہ درست نہیں تو یہ کہنا کیسے مناسب ہے کہ مسلمان روافض کے مقابلے میں اہل سنت کہلا سکتے ہیں، لیکن اہل بدعت کے مقابلے میں اہل حدیث نہیں کہلا سکتے؟

ہاں، اگر کوئی شخص یا گروہ اہل سنت و اہل حدیث کے منہج و عمل کا مخالف ہے، تو اسے بجا طور پر پوچھا جاسکتا ہے کہ آپ اہل سنت و اہل حدیث کے منہج کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے آپ کو اہل سنت یا اہل حدیث کیوں کہہ رہے ہیں؟

### ❁ اصلی اہل سنت کون؟

اصطلاح اہل سنت کا اطلاق دو طرح سے ہوتا ہے؛ ایک عام اور دوسرے خاص۔ عام اطلاق شیعہ کے مقابلے میں ہوتا ہے، یعنی شیعہ کے علاوہ ہر وہ فرقہ جو اسلام کی طرف منسوب ہو، اہل سنت کہلاتا ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَلَفْظُ أَهْلِ السُّنَّةِ يُرَادُّ بِهِ مَنْ أَتَبَتْ خِلَافَةَ الْخُلَفَاءِ الثَّلَاثَةِ، فَيَدْخُلُ فِي ذَلِكَ جَمِيعُ الطَّوَائِفِ إِلَّا الرَّافِضَةَ.

”لفظ اہل سنت سے مراد وہ لوگ ہیں، جو خلفائے ثلاثہ (سیدنا ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم) کی خلافت کو حق سمجھتے ہیں۔ اس میں سوائے روافض کے تمام اسلامی گروہ شامل ہیں۔“

(منهاج السنة النبویة في نقض كلام الشيعة القدرية: 2/221)

جبکہ اہل سنت کا خاص اطلاق تمام اہل بدعت و ضلالت، مثلاً شیعہ، خوارج، جہمیہ، معتزلہ، مرجیہ، اشاعرہ وغیرہ کے مقابلے میں ہوتا ہے اور اس خاص اطلاق کے مطابق اہل سنت سے مراد صرف وہ فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ ہے، جو ہر قسم کی گمراہی سے پاک ہے اور جسے محدثین



کرام کے بقول اہل حدیث کہا جاتا ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

وَقَدْ يُرَادُ بِهِ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ الْمَحْضَةِ، فَلَا يَدْخُلُ فِيهِ إِلَّا مَنْ يُثْبِتُ الصِّفَاتِ لِلَّهِ تَعَالَى، وَيَقُولُ: إِنَّ الْقُرْآنَ غَيْرُ مَخْلُوقٍ، وَإِنَّ اللَّهَ يُرَى فِي الْآخِرَةِ، وَيُثْبِتُ الْقَدْرَ، وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنَ الْأُصُولِ الْمَعْرُوفَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ.

”کبھی لفظ اہل سنت سے مراد اہل حدیث ہوتے ہیں، جو اصلی اہل سنت ہیں۔ ایسی صورت میں اہل سنت میں صرف وہ لوگ شامل ہوں گے، جو تمام صفات باری تعالیٰ کا اثبات کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم مخلوق نہیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (مؤمنوں کو) اپنا دیدار کرائے گا، نیز وہ تقدیر اور اہل حدیث و اہل سنت کے ہاں معروف دیگر اصول دین پر ایمان لاتے ہوں۔“ (منہاج السنّة النبویّة: 221/2)

اس بنا پر اہل سنت کا لقب اپنانا اہل حدیث کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں۔ احناف مقلدین عقائد کے باب میں صرف سات صفات باری تعالیٰ (سمع، بصر، علم، کلام، قدرت، ارادہ، حیات) کا اثبات کرتے ہیں، باقی سب میں اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف تاویل کرتے ہیں، جبکہ اہل حدیث ہر دور میں اللہ رب العزت کی تمام صفات کو بغیر تمثیل و تکلیف اور تحریف و تاویل کے تسلیم کرتے رہے ہیں۔ اہل حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر وہ صفت جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے ثابت کر دی ہے یا اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کی زبانی ہمیں بتا دی ہے، وہ جیسے اللہ تعالیٰ کے لائق و مناسب ہے اور جیسے اس کے شایان شان ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے۔

ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ جو لوگ عقیدہ توحید، یعنی اسماء و صفات میں سلف صالحین کے مخالف ہوں، کیا وہ حقیقی سنی ہو سکتے ہیں اور کیا ان کے لیے اہل سنت کہلانا

روا ہے؟ الحمد للہ! ہم اہل حدیث، سلف صالحین کے منہج و عقیدہ سے سرِ مو بھی منحرف نہیں۔ جو لوگ سلف کے عقیدے کے مخالف ہوں، ہم ان کے مخالف ہیں۔ اہل حدیث دراصل سلف صالحین و محدثین کرام کی یادگار ہیں اور سلف جن کو اہل بدعت اور اہل کلام کہہ کر پکارتے تھے، ان میں سے اکثر گروہ آج اہل سنت ہونے کے دعویدار ہیں۔ جو لوگ ہر دور میں محدثین کرام کے دشمن اور مخالف رہے ہیں، ان کو اہل سنت کہلوانے کا کیا حق ہے؟

اہل سنت والجماعت سے مراد وہ جماعت ہے جو سلف صالحین کے منہج و عقیدہ کی پابند ہو اور ان کے اجماع کو شرعی حجت مانتی ہو۔ اہل بدعت و تقلید کبھی ائمہ سلف کے عقیدہ و منہج پر کار بند نہیں ہو سکتے، نہ ہی وہ ان کے اجماع کو شرعی حجت تسلیم کر سکتے ہیں۔ ایسے اہل بدعت و ضلالت کو ہرگز ہرگز اہل سنت والجماعت کا لیبل استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

فَكثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ يُخْبِرُ عَنْ هَذِهِ الْفِرْقِ بِحُكْمِ الظَّنِّ وَالْهَوَى، فَيَجْعَلُ طَائِفَتَهُ وَالْمُنْتَسِبَةَ إِلَى مَتَبُوعِهِ الْمُؤَالِيَةَ لَهُ هُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَيَجْعَلُ مَنْ خَالَفَهَا أَهْلَ الْبِدْعِ، وَهَذَا ضَلَالٌ مُّبِينٌ، فَإِنَّ أَهْلَ الْحَقِّ وَالسُّنَّةِ لَا يَكُونُ مَتَبُوعُهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى، فَهُوَ الَّذِي يَجِبُ تَصَدِيقُهُ فِي كُلِّ مَا أَخْبَرَ، وَطَاعَتُهُ فِي كُلِّ مَا أَمَرَ، وَلَيْسَتْ هَذِهِ الْمَنْزِلَةُ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ، بَلْ كُلُّ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيَتْرَكُ، إِلَّا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَنْ جَعَلَ شَخْصًا مِّنَ الْأَشْخَاصِ غَيْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛

مَنْ أَحَبَّهُ وَوَافَقَهُ كَانَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَمَنْ خَالَفَهُ كَانَ مِنْ أَهْلِ  
 الْبِدْعَةِ وَالْفُرْقَةِ - كَمَا يُوجَدُ ذَلِكَ فِي الطَّوَائِفِ مِنْ أَتْبَاعِ أَيْمَةِ فِي الْكَلَامِ  
 فِي الدِّينِ وَغَيْرِ ذَلِكَ - كَانَ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعِ وَالضَّلَالِ وَالتَّفَرُّقِ، وَبِهَذَا  
 يَتَبَيَّنُ أَنَّ أَحَقَّ النَّاسِ بِأَنْ تَكُونَ هِيَ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ؛  
 الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ مَتَّبِعٌ يُتَعَصَّبُونَ لَهُ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،  
 وَهُمْ أَعْلَمُ النَّاسِ بِأَقْوَالِهِ وَأَحْوَالِهِ، وَأَعْظَمُهُمْ تَمَيزًا بَيْنَ صَحِيحِهَا  
 وَسَقِيمِهَا، وَأَيْمَتُهُمْ فُقَهَاءُ فِيهَا وَأَهْلُ مَعْرِفَةٍ بِمَعَانِيهَا، وَاتِّبَاعًا لَهَا تَصْدِيقًا  
 وَعَمَلًا وَحُبًّا، وَمُؤَالَاةً لِمَنْ وَالَّهَا وَمُعَادَاةً لِمَنْ عَادَاهَا، الَّذِينَ يَرُدُّونَ  
 الْمَقَالَاتِ الْمُجْمَلَةَ إِلَى مَا جَاءَ بِهِ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ، فَلَا يَنْصِبُونَ  
 مَقَالَةً وَيَجْعَلُونَهَا مِنْ أَصُولِ دِينِهِمْ وَجُمَلِ كَلَامِهِمْ إِنْ لَمْ تَكُنْ ثَابِتَةً فِيمَا  
 جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ بَلْ يَجْعَلُونَ مَا بُعِثَ بِهِ الرَّسُولُ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ، هُوَ  
 الْأَصْلُ الَّذِي يَعْتَقِدُونَهُ وَيَعْتَمِدُونَهُ، وَمَا تَنَازَعَ فِيهِ النَّاسُ مِنْ مَسَائِلِ  
 الصِّفَاتِ وَالْقَدَرِ وَالْوَعِيدِ وَالْأَسْمَاءِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ  
 وَغَيْرِ ذَلِكَ يَرُدُّونَهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَيُفَسِّرُونَ الْأَلْفَاظَ الْمُجْمَلَةَ الَّتِي  
 تَنَازَعَ فِيهَا أَهْلُ التَّفَرُّقِ وَالْإِخْتِلَافِ، فَمَا كَانَ مِنْ مَعَانِيهَا مُوَافِقًا لِلْكِتَابِ  
 وَالسُّنَّةِ أَتْبَتُوهُ، وَمَا كَانَ مِنْهَا مُخَالِفًا لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ أَبْطَلُوهُ، وَلَا يَتَّبِعُونَ  
 الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ، فَإِنَّ اتِّبَاعَ الظَّنِّ جَهْلٌ، وَاتِّبَاعُ هَوَى النَّفْسِ بَغْيٌ  
 هُدًى مِنَ اللَّهِ ظُلْمٌ، وَجَمَاعُ الشَّرِّ الْجَهْلُ وَالظُّلْمُ.

”ان گمراہ فرقوں کے بارے میں بہت سے لوگ اپنے ظن و تخمین اور ہوائے نفس سے حکم لگاتے ہیں، چنانچہ اپنے گروہ اور اس کے پیروکاروں کو اہل سنت والجماعت قرار دیتے ہیں، جبکہ مخالفین کو گمراہ، اہل بدعت و اہل تفرقہ کہتے ہیں۔ یہ بہت واضح گمراہی ہے۔ اہل حق، یعنی اہل سنت صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں، جو اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے تھے، آپ کا قول وحی الہی پر مبنی ہوتا تھا۔ آپ ﷺ ہی وہ ہستی ہیں، جن کی ہر خبر کی تصدیق اور جن کے ہر حکم کی تعمیل ضروری ہے۔ آپ ﷺ کے علاوہ کسی بھی امام کی یہ شان نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہر شخص کی بات (قرآن و سنت کے موافق ہونے کی صورت میں) لی بھی جاسکتی ہے اور (قرآن و سنت کے خلاف ہونے کی بنا پر) چھوڑی بھی جاسکتی ہے۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی شخص کو (پیروی کے لیے) معین کر لیتے ہیں، پھر جو اس سے محبت کرے اور اس کی موافقت کرے، اسے اہل سنت والجماعت کہتے ہیں، جبکہ اس کے مخالفین کو اہل بدعت قرار دیتے ہیں، ایسے لوگ خود بدعتی اور گمراہ ہیں۔ علم کلام وغیرہ میں بعض ائمہ کے پیروکار گروہ ایسی کارروائیوں میں ملوث ہیں۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ فرقہ ناجیہ ہونے کے سب سے زیادہ مستحق اہل حدیث و اہل سنت ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں، جن کے اکلوتے پیشوا و مقتدا رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و احوال کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، انہی لوگوں کو صحیح اور ضعیف احادیث کی سب سے بڑھ کر معرفت ہے۔ اہل حدیث کے ائمہ کرام ہی حدیث میں فتاہت رکھتے ہیں اور اس کے معانی کی حقیقی پہچان کے حامل ہیں۔ تصدیق، عمل اور محبت میں یہی لوگ حقیقی طور پر حدیث کی پیروی کرتے ہیں۔ جو لوگ حدیث رسول کے محبت ہیں، اہل حدیث ان سے محبت کرتے ہیں اور جو لوگ حدیث رسول سے عداوت رکھتے ہیں، اہل حدیث ان کے دشمن ہیں۔ اہل حدیث مجمل باتوں (جن میں ایک سے زائد احتمالات ہوں،

ان کو کتاب و سنت کی نصوص پر پیش کرتے ہیں۔ کوئی بات اگر تعلیمات نبوی سے ثابت نہ ہو تو یہ لوگ اسے اپنے دین کا اصول اور اپنا تکیہ کلام نہیں بناتے، بلکہ اپنے اعتقاد و اعتماد کا مرکز و محور صرف کتاب و سنت کو بناتے ہیں۔ صفات باری تعالیٰ، تقدیر، وعید، اسماء باری تعالیٰ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کے ایسے معاملات جن میں اختلاف ہو گیا ہے، وہ انہیں اللہ و رسول (قرآن و سنت) کی طرف لوٹاتے ہیں۔ اسی طرح وہ مجمل الفاظ جن کے استعمال میں اہل بدعت اختلاف ہو گیا ہو، ان کی توضیح و تشریح کرتے ہیں؛ ان میں سے جن الفاظ کے معانی کتاب و سنت کے موافق ہوں، ان کا اثبات کرتے ہیں اور جن الفاظ کے معانی کتاب و سنت سے متضاد ہوں، ان کو باطل قرار دیتے ہیں۔ وہ (کسی دینی معاملے) میں ظن و تخمین اور ہوائے نفس کے پیروکار نہیں بنتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظن و تخمین کی پیروی جہالت ہے، جبکہ ہوائے نفس کی پیروی ظلم ہے اور یہی جہالت و ظلم ہر برائی کی جڑ ہے۔ (مجموع الفتاویٰ: 3/346-348)

❀❀❀ کیا لفظ اہل حدیث دعوت میں رکاوٹ ہے؟

بعض لوگ اہل حدیث نام کو درست اور حق تسلیم کرتے ہیں، لیکن ان کی یہ خام خیالی ہے کہ لوگ ”اہل حدیث“ نام سے دُور بھاگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دعوت دینے کے لیے یہ کہنا چاہیے کہ ہم قرآن و سنت کے پیروکار ہیں، لفظ اہل حدیث استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے خیال میں ایسے لوگ دراصل محدثین کرام اور سلف صالحین سے معارضہ کرتے ہیں۔ محدثین کرام جو سب سے بڑھ کر علم و حکمت اور ورع و تقویٰ کے حامل تھے، وہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے۔ اس کے باوجود ان کے دُور میں حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہوا اور دین اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔ محدثین کرام کے نزدیک اہل حق کا لقب اہل



حدیث تھا۔ اس وقت بھی لوگ اس نام سے چڑتے تھے۔ اہل حدیث کو بُری نظر سے دیکھنا ہر دور کے اہل بدعت کا شیوا رہا ہے۔ پھر بھی محدثین کرام اپنے آپ کو اجماعی و اتفاقی طور پر اہل حدیث ہی کہتے اور کہلاتے تھے۔

رہی بات لوگوں کے دُور بھاگنے کی، تو جو لوگ اپنے آپ کو مصلحت کی خاطر صرف مسلمان کہتے ہیں، بہت سے لوگ ان سے بھی نفرت کرتے ہیں، ان کو بھی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان کی دعوت میں بھی رکاوٹیں کھڑی ہوتی ہیں۔ ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ ایسے لوگوں کو کافر، بے دین اور زہریلا سانپ تک کہا جاتا ہے، نیز ان کی مجلسوں میں شریک ہونے سے لوگوں کو روکا جاتا ہے۔

\*\*\* اہل حدیث نام کی ضرورت و اہمیت :

اہل حدیث نام سے اہل حق اور اہل باطل ممتاز ہوتے ہیں۔ یہ نام اس بات کا غماز اور عکاس ہے کہ یہ شخص قرآن و حدیث کو صحابہ کرام اور محدثین عظام کے منہج و فہم کے مطابق سمجھنے والا ہے، انہی کے عقیدہ و عمل کو اپنانے والا ہے، جبکہ اہل الرائے و اہل التقليد سے بری ہے اور سلف صالحین کا ساتھی ہے، نہ کہ مقلدین و متکلمین کا۔ اس نام کے بغیر حق کی تلاش و پہچان ناممکن ہے، کیونکہ ہر گمراہ فرقہ بھی قرآن و سنت کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن اپنے آپ کو اہل حدیث صرف اہل حق ہی کہتے ہیں۔ اس نام کے بغیر حق پر قائم رہنا بھی محال ہے، کیونکہ جو اپنے آپ کو اہل حدیث نہیں کہتا، وہ سلف صالحین اور محدثین کرام کے منہج و فہم دین کا پابند نہیں رہتا۔

اہل حدیث نام اہل حق کے لیے ثبات و یقین کا باعث ہے، کیونکہ محدثین عظام اور سلف صالحین کے اہل حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں، وہ نام اور منہج و عمل ہر اعتبار سے اہل

حدیث تھے۔ اگر وہ اہل حق ہیں اور یقیناً اہل حق ہیں، تو ان کے پیروکاروں کے اہل حق ہونے میں شبہ کیونکر کیا جاسکتا ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سلف صالحین تو حق پر ہوں لیکن ان کے ماننے والے اور ان کے منہج و فہم پر عمل کرنے والے حق پر نہ ہوں؟ اگر سلف صالحین کے پیروکار حق پر نہیں تو اس کا سیدھا مطلب یہ ہوا کہ دنیا میں کوئی بھی حق پر نہیں، کیونکہ سلف کے مخالفین قطعاً حق پر نہیں ہو سکتے۔

اہل حدیث نام ہی وحدت امت کا واحد معتبر ذریعہ ہے، اس کے بغیر امت حق پر مجتمع نہیں ہو سکتی، کیونکہ بقول محدثین فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ کا نام اہل حدیث ہی تو ہے۔ لقب اہل حدیث میں دین اسلام کی منقبت ہے اور یہی غلبہ حق کی علامت ہے، کیونکہ اس نام کے ذریعے ائمہ ہدیٰ سے رشتہ استوار ہوتا ہے۔ اس سے ایوان ظلم و کفر میں بھونچال آتا ہے اور اسی کی وجہ سے اہل حق کو غلبہ نصیب ہوتا ہے، جبکہ اہل باطل کو شکست کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

جو شخص سلف صالحین کے اجماع کو حق مانتا ہے، وہ اپنا نام اہل حدیث رکھ کر یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ محدثین کرام کے اجماع کو حجت سمجھتا ہے۔ اسی لیے ہر دور میں اہل حق اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے اور لوگ انہیں اہل حدیث نام ہی سے پہچانتے تھے۔ اسلامی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ باطل پرستوں نے اپنے آپ کو اہل حدیث کہا ہو۔

معلوم ہوا کہ جو لوگ اہل حدیث نام کا انکار کرتے ہوئے اسے علم و حکمت کے منافی اور تکلف محض قرار دیتے ہیں، وہ یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ علم و حکمت میں محدثین کرام سے فائق ہیں۔ ان کی ایسی باتیں سراسر محدثین کرام کی گستاخی پر مبنی ہیں۔

اہل حدیث کے دلوں میں بشاشت و اطمینان اور چہروں پر رونق ہوتی ہے۔ ان میں اختلاف شاذ و نادر ہوتا ہے۔ اگر ان میں تھوڑا بہت اختلاف ہو بھی تو وہ عقیدے و منہج کا

نہیں، بلکہ فروغی ہوتا ہے، جو کہ صحابہ کرام کے دور میں بھی موجود تھا۔ جو لوگ اہل حدیث کہلانا ضروری نہیں سمجھتے، وہ ہمیشہ بے یقینی کی کیفیت سے دوچار رہتے ہیں۔ ایسے لوگ عموماً کسی جاہل اور ظالم شخص کو اپنا بڑا سمجھ بیٹھتے ہیں اور اس کے مرنے کے بعد تتر بتر ہو جاتے ہیں اور شدید اختلافات میں مبتلا ہو کر گمراہ کن نظریات اپنا لیتے ہیں۔ یوں ایسے لوگ حق سے کوسوں دور ہو جاتے ہیں۔ اہل حدیث نام ہی سلف کے عقیدے اور منہج پر قائم رکھتا ہے۔ اس طرح اہل حدیث ہر قسم کے خطرات سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ سلف صالحین کا فہم و منہج راہِ حق پر چلانے کا ضامن ہے۔

بعض لوگ یہ شبہ پیدا کرتے ہیں کہ اہل حدیث نام نہیں رکھنا چاہیے، کیونکہ اس سے فرقہ بندی کو ہوا ملتی ہے، جبکہ دوسری طرف وہ خود اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت، جو اہل حدیث ہی کا دوسرا نام ہے، کہتے ہیں۔ وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ طائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ سلف صالحین اور ائمہ دین کا اجماعی لقب اہل حدیث تھا۔ ان کا یہ اعتراض براہِ راست سلف صالحین پر ہے۔ سلف پر اعتراض کرنے والا کبھی بامراد نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل حدیث یا اہل سنت والجماعت کا لقب اختیار کرنے سے فرقہ بندی کو ہوا کیسے ملتی ہے؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ نعوذ باللہ محدثین عظام اور ائمہ سلف بے خبری میں فرقہ بندی میں مبتلا تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ محدثین فرقہ ضرور تھے، لیکن فرقہ ناجیہ تھے، فرقہ (حق اور دین اسلام سے علیحدگی اختیار کرنے والے) نہیں تھے۔ اہل بدعت نے سلف صالحین کے مقابلے میں عقائد و اصول وضع کیے اور اپنی اس فرقہ پرستی پر لیبل اہل سنت والجماعت کا لگا لیا، اس وجہ سے کیا سلف صالحین کے پیروکاروں کا اپنے آپ کو اہل سنت کہلانا ناجائز ہو جائے گا؟

ہمارے نزدیک محض گمراہ لوگوں کی باتوں میں آکر سلف صالحین، جو ہمارے مقتدا ہیں،



کا نام ترک کر دینا کوئی جرأت مندانہ اقدام نہیں۔ جو شخص اپنا تشخص برقرار نہ رکھ سکے، وہ بزدل اور نالائق ہوتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کو تو مسلمان بھی نہیں کہلانا چاہیے، کیونکہ مسلمان نام پر بھی بعض کفار معترض ہوتے ہیں، جو اتحاد بین المذاہب کا درس دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ خود کو مسلمان اور ہمیں کافر کہتے ہیں۔

اہل حدیث نام قرآن و حدیث کے خلاف نہیں، ورنہ سلف کبھی اپنا نام اہل حدیث نہ رکھتے، کیونکہ وہ بعد والوں سے بڑھ کر قرآن و حدیث کا علم رکھتے تھے۔ ان کے بعد ہر دور میں ان کے پیروکار اپنا یہی نام پکارتے تھے، جیسا کہ:

امام، قوام السنہ، اسماعیل بن محمد اصفہانی (457-535ھ) فرماتے ہیں:

وَالْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَأَصْحَابُ الْحَدِيثِ، وَهُوَ السَّوَادُ الْأَعْظَمُ.

”فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت، اہل حدیث ہیں اور یہی

لوگ سوادِ اعظم ہیں۔“ (الحجۃ فی بیان المحجۃ: 409/2)

شیخ الاسلام، تقی الدین، احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَحَقَّ النَّاسِ بِأَنْ تَكُونَ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ.

”فرقہ ناجیہ ہونے کے سب سے زیادہ حق دار اہل حدیث و اہل سنت ہیں۔“

(مجموع الفتاوی: 347/3)

ہر گمراہ فرقے کی یہ کوشش رہتی ہے کہ محدثین کرام اور سلف صالحین سے لوگوں کا محبت و عقیدت کا رشتہ و ناٹھ ٹوٹ جائے۔ وہ اس کوشش میں کامیاب ہونے کے لیے ضروری سمجھتے ہیں کہ اہل حدیث نام نہ رکھا جائے۔ یوں سادہ لوح لوگوں کو بآسانی شکار کر کے اپنی خواہشات کا پیروکار بنا لیتے ہیں۔ جو لوگ اہل حدیث نام کو ناپسند کرتے ہیں اور اسے فرقہ

واریت کے معنی میں لیتے ہیں، فطری طور پر ان کے دلوں میں اہل حدیث کے بارے میں نفرت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ سراسر ہلاکت و بربادی ہے۔

\*\*\*\*\* اہل حدیث سے عداوت اور ان پر بہتان طرازی!

بعض لوگ اہل حدیث کو بدنام کرنے کی کوشش میں جھوٹے عقائد و اعمال ان کی طرف منسوب کرتے ہیں، غلط اور فتنج باتیں ان کے نام لگاتے ہیں یا اہل حدیث جن چیزوں سے بری ہیں، وہ ان پر تھوپ دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ڈر جانا چاہیے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ (الأحزاب 33: 58)

”وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور عورتوں کو کسی جرم کے بغیر تکلیف دیتے ہیں، وہ بہتان اور صریح گناہ (کا بوجھ اپنے کندھوں پر) اٹھاتے ہیں۔“

مؤمنوں کی طرف یوں غلط باتیں منسوب کرنا کافروں اور رافضیوں کا شیوا ہے، جیسا کہ سنی امام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَهَذَا هُوَ الْبُهْتُ الْكَبِيرُ أَنْ يُحْكِيَ أَوْ يُنْقَلَ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ مَا لَمْ يَفْعَلُوهُ عَلَى سَبِيلِ الْعَيْبِ وَالتَّنْقِصِ لَهُمْ، وَمِنْ أَكْثَرِ مَنْ يَدْخُلُ فِي هَذَا الْوَعِيدِ الْكُفَرَةُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، ثُمَّ الرَّافِضَةُ الَّذِينَ يَتَنَقَّصُونَ الصَّحَابَةَ، وَيَعْيِبُونَهُمْ بِمَا قَدْ بَرَّاهُمُ اللَّهُ مِنْهُ، وَيَصِفُونَهُمْ بِنَقِيضِ مَا أَخْبَرَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَخْبَرَ أَنَّهُ قَدْ رَضِيَ عَنِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمَدَحَهُمْ، وَهُؤُلَاءِ الْجَهْلَةُ الْأَغْيَاءُ يَسُبُّونَهُمْ وَيَتَنَقَّصُونَهُمْ، وَيَذْكُرُونَ

عَنْهُمْ مَا لَمْ يَكُنْ وَلَا فَعَلُوهُ أَبَدًا، فَهُمْ فِي الْحَقِيقَةِ مَنكُوسُو الْقُلُوبِ، يَذْمُونَ الْمَمْدُوحِينَ وَيَمْدَحُونَ الْمَذْمُومِينَ .

”یہ بہت بڑا بہتان ہے کہ مومنوں کی عیب جوئی اور تنقیص کے لیے ان کے بارے میں ایسی بات بیان یا نقل کی جائے جس کا انہوں نے ارتکاب نہ کیا ہو۔ سب سے بڑھ کر یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتے۔ کافروں کے بعد اس کام میں رافضیوں کا نمبر ہے، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرتے ہیں اور ان پر ایسی عیب جوئی کرتے ہیں، جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بری فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے، وہ ان کے بارے میں اس کے برعکس بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ وہ مہاجرین و انصار سے راضی ہو گیا ہے اور اللہ نے ان کی تعریف بھی فرمائی ہے، لیکن یہ جاہل اور بے وقوف لوگ ان کو برا بھلا کہتے ہیں، ان کی گستاخیاں کرتے ہیں اور ان کے بارے میں ایسی باتیں بیان کرتے ہیں، جو کبھی معرض وجود میں آئی ہی نہیں اور جن کا ارتکاب انہوں نے کبھی کیا ہی نہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کی عقل و شعور الٹ ہو گئی ہے، اسی لیے یہ مدوح لوگوں کی مذمت اور مذموم لوگوں کی مدح میں مصروف ہیں۔“

(تفسیر ابن کثیر: 1/480-481، بتحقیق سلامة)

قیامت کے دن خسارہ پانے والے لوگ جہنم سے نکلنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے، تو اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا:

﴿قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونْ\* إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ\* فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّى أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ\*﴾

إِنِّي جَزَيْتَهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۱۱۱﴾ (المؤمنون 23 : 108-111)

”اسی میں ذلیل و خوار ہوتے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ بلاشبہ میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے، ہمیں معاف فرما دے، ہمارے حال پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔ تم نے انہیں مذاق بنا لیا تھا، یہاں تک کہ انہوں (ان سے بغض) نے تمہیں میرا ذکر بھلا دیا اور تم ان سے ہنسی کیا کرتے تھے۔ ان کو میں نے ان کے صبر کی بنا پر آج یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔“

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بھی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ قَالَ تَعَالَى مُذَكِّرًا لَهُمْ بِذُنُوبِهِمْ فِي الدُّنْيَا، وَمَا كَانُوا يَسْتَهْزِئُونَ بِعِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَوْلِيَائِهِ، فَقَالَ: ﴿إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿۱۰۸﴾ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سَخِرِيًّا ﴿۱۰۹﴾ أَيَّ فَسَخَرْتُمْ مِنْهُمْ فِي دُعَائِهِمْ إِيَّايَ وَتَضَرَّعْتُمْ إِلَيَّ، ﴿۱۱۰﴾ حَتَّىٰ أَسْوَكَمُ ذِكْرِي﴾، أَيَّ حَمَلَكُمُ بَغْضَهُمْ عَلَيَّ أَنْ نَسِيتُمْ مُعَامَلَتِي، ﴿۱۱۱﴾ وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضَحَكُونَ﴾، أَيَّ مِنْ صَنِيعِهِمْ وَعِبَادَتِهِمْ، كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿۱۰۸﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ﴾ (المطففين 83 : 29، 30)، أَيَّ يَلْمِزُونَهُمْ اسْتِهْزَاءً، ثُمَّ أَخْبَرَ عَمَّا جَازَىٰ بِهِ أَوْلِيَائَهُ وَعِبَادَهُ الصَّالِحِينَ، فَقَالَ: ﴿إِنِّي جَزَيْتَهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا﴾، أَيَّ عَلَىٰ أَذَاكُم لَهُمْ وَاسْتِهْزَائِكُمْ مِنْهُمْ، ﴿أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾، أَيَّ جَعَلْتَهُمْ هُمُ الْفَائِزِينَ بِالسَّعَادَةِ وَالسَّلَامَةِ

وَالْجَنَّةِ، النَّاجِينَ مِنَ النَّارِ .

”پھر اللہ تعالیٰ نے ان (مجرموں) کو ان کے دنیاوی گناہ اور اپنے مؤمن بندوں اور اولیاء سے مذاق یاد دلاتے ہوئے فرمایا کہ میرے بندوں کا ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے، ہمیں معاف فرما دے، ہمارے حال پر رحم فرما، تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے، تم نے ان لوگوں کو مذاق بنا لیا تھا۔ یعنی ان کے مجھے پکارنے اور میری طرف گریہ وزاری کرنے کو تم نے مذاق کا ذریعہ بنا لیا تھا۔ پھر یہ ہوا کہ ان سے بغض رکھنے کی وجہ سے تمہیں میرا معاملہ بالکل بھول گیا اور تم بس ان کی عبادت کا تمسخر اڑانے میں مگن رہنے لگے۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ \* وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ﴾ (المطففين 83 : 29 ، 30) (مجرم لوگ ایمان والوں پر ہنستے تھے اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو مذاق میں ان کی عیب جوئی کرتے تھے)۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو دی جانے والی جزا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہاری تکلیفوں اور مذاق پر صبر کی بنا پر میں نے آج ان کو یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ میں نے ان کو سعادت، سلامتی اور جنت سے ہمکنار کرتے ہوئے جہنم سے پچا لیا۔“

(تفسیر ابن کثیر : 499/5 ، بتحقیق سلامة)

معلوم ہوا کہ اہل حدیث کی عیب جوئی کرنا، ان کے بُرے القابات بنانا، ان کے عقائد و اعمال کا تمسخر اڑا کر ان کو اذیت و دُکھ پہنچانا اور ان کی تضحیک و تحقیر مجرمانہ کارروائی ہے۔ ایسے لوگوں کو اہل حق مؤمنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیے :

﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الروم 30 : 47)

”مؤمنوں کی مدد کرنا ہمارے اوپر لازم ہے۔“

امام، ابوبکر، عبداللہ بن سلیمان، ابن ابوداؤد رحمہ اللہ (230-316ھ) فرماتے ہیں:

وَلَا تَكُ مِنْ قَوْمٍ تَلَّهَوْا بِدِينِهِمْ

فَتَطْعَنَ فِي أَهْلِ الْحَدِيثِ وَتَقْدَحَ

”(اے مسلمان!) تو اہل حدیث پر طعن و تشنیع کر کے ان لوگوں میں شامل نہ ہو جانا

جنہوں نے اپنے دین کے ساتھ کھیل تماشا کیا۔“ (الشریعة للأجری: 5/2562، بتحقیق الدمیجی)

امام، ابوجعفر، احمد بن سنان، واسطی رحمہ اللہ (م: 259ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي الدُّنْيَا مُبْتَدِعٌ إِلَّا وَهُوَ يُبْغِضُ أَهْلَ الْحَدِيثِ، فَإِذَا ابْتَدَعَ الرَّجُلُ نَزَعَ حَلَاوَةَ الْحَدِيثِ مِنْ قَلْبِهِ.

”دنیا میں کوئی بدعتی ایسا نہیں، جو اہل حدیث سے بغض نہ رکھتا ہو۔ جب کوئی بندہ بدعتی بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے حدیث کی حلاوت کھینچ لیتا ہے۔“

(شرف أصحاب الحديث للخطيب، ص: 73، معرفة علوم الحديث للحاكم، ص: 40، وسنده صحيح)

حکم بن ابوفتیلہ نامی شخص کے پاس اہل حدیث کا ذکر ہوا تو وہ کہنے لگا:

أَصْحَابُ الْحَدِيثِ قَوْمٌ سَوَاءٌ .

”اہل حدیث بُرے لوگ ہیں۔“

ابن ابوفتیلہ کی یہ جسارت امام اہل سنت، احمد بن حنبل رحمہ اللہ (164-241ھ) سے ذکر

کی گئی تو بھلا کیا ہوا؟ ثقہ امام محمد بن اسماعیل ترمذی رحمہ اللہ کا بیان سنیں:

فَقَامَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، وَهُوَ يَنْفُضُ ثَوْبَهُ، فَقَالَ: زَنْدِيقٌ، زَنْدِيقٌ، زَنْدِيقٌ .

”آپ رحمہ اللہ اپنے کپڑے کو جھاڑتے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ بے دین شخص

ہے، یہ بے دین شخص ہے، یہ بے دین شخص ہے۔“

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص: 4، وسنده صحيح)

حافظ، ابو عبد اللہ، حاکم، نیشاپوری، المعروف بہ ابن البیہق رحمہ اللہ (321-405ھ) فرماتے ہیں:

وَعَلَىٰ هَذَا عَهْدُنَا فِي أَسْفَارِنَا وَأَوْطَانِنَا كُلِّ مَنْ يُنْسَبُ إِلَىٰ نَوْعٍ مِّنَ  
الْإِلْحَادِ وَالْبِدْعِ، لَا يَنْظُرُ إِلَى الطَّائِفَةِ الْمَنْصُورَةِ إِلَّا بِعَيْنِ الْحَقَارَةِ،  
وَيُسَمِّيْهَا الْحَشَوِيَّةَ. ”ہم نے اپنے سفر و حضر میں ہر گمراہ و بدعتی شخص کو اسی طرح  
طائفہ منصورہ کو نظر حقارت سے دیکھتے ہوئے پایا ہے۔ یہ لوگ طائفہ منصورہ کا نام  
حشویہ (ایک گمراہ فرقے کا نام) رکھتے ہیں۔“ (معرفة علوم الحديث، ص: 4)

نیز موصوف خود اہل حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَأَهْلُ السُّنَّةِ قَاطِبَةً إِخْوَانُهُمْ، وَأَهْلُ الْإِلْحَادِ وَالْبِدْعِ بِأَسْرِهَا أَعْدَائُهُمْ.  
”اہل سنت سارے کے سارے ان کے بھائی ہیں، جبکہ گمراہ و بدعتی تمام کے تمام ان  
کے دشمن ہیں۔“ (معرفة علوم الحديث، ص: 3)

امام، ابو محمد، عبد اللہ بن مسلم، ابن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ (213-276ھ) فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ يَدْفَعُ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ عَنْ ذَلِكَ إِلَّا ظَالِمٌ، لَأَنَّهُمْ لَا يَرُدُّونَ  
شَيْئًا مِّنْ أَمْرِ الدِّينِ، إِلَى اسْتِحْسَانٍ، وَلَا إِلَى قِيَاسٍ وَنَظَرٍ، وَلَا إِلَى كُتُبِ  
الْفَلَاسِفَةِ الْمُتَقَدِّمِينَ، وَلَا إِلَى أَصْحَابِ الْكَلَامِ الْمُتَأَخِّرِينَ.

”اہل حدیث کے اہل حق ہونے کا انکار کوئی ظالم شخص ہی کر سکتا ہے، کیونکہ اہل  
حدیث کسی بھی دینی معاملے کو (نصوص شرعیہ کی موجودگی میں) استحسان، قیاس یا رائے کی  
طرف نہیں لے کر جاتے، نہ وہ دینی معاملات میں متقدمین فلاسفہ اور متاخرین اہل کلام کی  
کتب سے رجوع کرتے ہیں۔“

(تأويل مختلف الحديث في الرد على أعداء أهل الحديث، ص: 83)

علامہ، ابو محمد، حسن بن عبد الرحمن رامہری رحمہ اللہ (م: 360ھ) فرماتے ہیں:

اعْتَرَضَتْ طَائِفَةٌ مِّمَّنْ يَشْنَأُ الْحَدِيثَ وَيُبْغِضُ أَهْلَهُ، فَقَالُوا بِنْتَقِصُ أَصْحَابِ  
الْحَدِيثِ وَالْإِزْرَاءِ بِهِمْ، وَأَسْرَفُوا فِي دَمِهِمْ وَالتَّقْوِلِ عَلَيْهِمْ، وَقَدْ شَرَّفَ اللَّهُ  
الْحَدِيثَ وَفَضَّلَ أَهْلَهُ، وَأَعْلَى مَنْزِلَتَهُ، وَحَكَمَهُ عَلَى كُلِّ نَحْلَةٍ، وَقَدَّمَهُ عَلَى كُلِّ  
عِلْمٍ، وَرَفَعَ مِنْ ذِكْرِ مَنْ حَمَلَهُ وَعَنِى بِهِ، فَهُمْ يَبْغِضُ الدِّينَ وَمَنَارَ الْحُجَّةِ.

”ایک گروہ اٹھا ہے جو حدیث اور اہل حدیث سے بغض رکھتا ہے، انہوں نے اہل حدیث کی تنقیص اور گستاخی شروع کی ہوئی ہے، یہ لوگ ان کی مذمت کرنے اور ان پر بہتان لگانے میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حدیث کو شرف بخشا اور اہل حدیث کو فضیلت عطا فرمائی، اس نے حدیث کا مرتبہ بلند کیا، اسے ہر ملت پر حاکم بنایا، اسے ہر علم پر فوقیت بخشی اور جو لوگ حدیث کو سیکھتے اور اس سے لگاؤ رکھتے ہیں، ان کو بھی ارفع مقام عطا فرمایا۔ یہی لوگ دین کی بنیاد اور دلیل و حجت کے مینار ہیں۔“

(المحدث الفاضل بين الراوي والواعي، ص: 4)

## اہل حدیث ہی اہل حق ہیں

عقل صریح، نقل صحیح اور مقبول و منصور دین صرف اہل حدیث کے پاس ہے۔ ویسے تو ہر فرقہ اپنے آپ کو حق پرست کہتا ہے، لیکن معیار حق پر پورا صرف اہل حدیث اترتے ہیں۔ کوئی بجا طور پر پوچھ سکتا ہے کہ اہل حدیث ہی اہل حق ہیں، اس کی دلیل کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ، ابو مظفر، منصور بن محمد، سمعانی رحمہ اللہ (426-489ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ كُلَّ فَرِيقٍ مِّنَ الْمُبْتَدِعَةِ إِنَّمَا يَدَّعِي أَنَّ الَّذِي يَعْتَقِدُهُ هُوَ مَا كَانَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِأَنَّهُمْ كُلُّهُمْ مَدَّعُونَ شَرِيعَةَ



الإِسْلَام، مُلتَزِمُونَ فِي الظَّاهِرِ شَعَائِرَهَا، يَرُونَ أَنَّ مَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ (هُوَ الْحَقُّ)، غَيْرَ أَنَّ الطَّرِيقَ تَفَرَّقَتْ بِهِمْ بَعْدَ ذَلِكَ، وَأَخَذُوا فِي الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، فَزَعَمَ كُلُّ فَرِيقٍ أَنَّهُ هُوَ الْمُتَمَسِّكُ بِشَرِيعَةِ الْإِسْلَامِ، وَأَنَّ الْحَقَّ الَّذِي قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ هُوَ الَّذِي يَعْتَقِدُهُ وَيَنْتَحِلُهُ، غَيْرَ أَنَّ اللَّهَ أَبَى أَنْ يَكُونَ الْحَقَّ وَالْعَقِيدَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَّا مَعَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْأَثَارِ، لِأَنَّهُمْ أَخَذُوا دِينَهُمْ وَعَقَائِدَهُمْ خَلْفًا عَنْ سَلَفٍ، وَقَرْنَا عَنْ قَرْنٍ، إِلَى أَنْ انْتَهَوْا إِلَى التَّابِعِينَ، وَأَخَذَهُ التَّابِعُونَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا طَرِيقَ إِلَى مَعْرِفَةِ مَا دَعَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ مِنَ الدِّينِ الْمُسْتَقِيمِ، وَالصِّرَاطِ الْقَوِيمِ، إِلَّا هَذَا الطَّرِيقَ الَّذِي سَلَكَهَ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ، وَأَمَّا سَائِرُ الْفِرَقِ فَطَلَبُوا الدِّينَ لَا بِطَرِيقِهِ لِأَنَّهُمْ رَجَعُوا إِلَى مَعْقُولِهِمْ، وَخَوَاطِرِهِمْ، وَآرَائِهِمْ، فَطَلَبُوا الدِّينَ مِنْ قَبْلِهِ، فَإِذَا سَمِعُوا شَيْئًا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ عَرَضُوهُ عَلَى مِغْيَارِ عُقُولِهِمْ، فَإِنْ اسْتَقَامَ قَبْلُوهُ، وَإِنْ لَمْ يَسْتَقِمْ فِي مِيزَانِ عُقُولِهِمْ رَدُّوهُ، فَإِنْ اضْطُرُّوا إِلَى قُبُولِهِ حَرَّفُوهُ بِالتَّأْوِيلَاتِ الْبَعِيدَةِ، وَالْمَعَانِي الْمُسْتَكْرَهَةِ، فَحَادُوا عَنِ الْحَقِّ وَزَاغُوا عَنْهُ، وَنَبَذُوا الدِّينَ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ، وَجَعَلُوا السُّنَّةَ تَحْتَ أَقْدَامِهِمْ، تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يَصِفُونَ، وَأَمَّا أَهْلُ الْحَقِّ فَجَعَلُوا

الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ إِمَامَهُمْ، وَطَلَبُوا الدِّينَ مِنْ قِبَلِهِمَا، وَمَا وَقَعَ لَهُمْ مِّنْ مَّعْقُولِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ، عَرَضُوهُ عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، فَإِنْ وَجَدُوهُ مُوَافِقًا لَّهُمَا قَبِلُوهُ، وَشَكَرُوا اللَّهَ حَيْثُ أَرَاهُمْ ذَلِكَ وَوَفَّقَهُمْ إِلَيْهِ، وَإِنْ وَجَدُوهُ مُخَالِفًا لَّهُمَا تَرَكَوْا مَا وَقَعَ لَهُمْ، وَأَقْبَلُوا عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَرَجَعُوا بِالتُّهْمَةِ عَلَى أَنْفُسِهِمْ، فَإِنَّ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ لَا يَهْدِيَانِ إِلَّا إِلَى الْحَقِّ، وَرَأْيُ الْإِنْسَانِ قَدْ يَرَى الْحَقَّ، وَقَدْ يَرَى الْبَاطِلَ .

”ہر گمراہ فرقہ یہی دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا عقیدہ وہ ہے، جس پر رسول اللہ ﷺ کا رُند تھے، کیونکہ تمام فرقے شریعتِ اسلام ہی کے دعویدار ہیں اور ظاہری طور پر اسلام ہی کے شعائر پر عمل کرتے ہیں، نیز ان کا یہ عقیدہ ہے کہ محمد ﷺ کی تعلیمات ہی برحق ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کی راہیں (صراطِ مستقیم سے) جدا ہو گئیں اور انہوں نے دین میں وہ وہ چیزیں ایجاد کر لیں جن کی اللہ و رسول نے اجازت نہیں دی۔ ہر فریق نے یہ دعویٰ کیا کہ وہی شریعتِ اسلام پر کاربند ہے اور وہ حق جسے رسول اللہ ﷺ لے کر آئے، اسی کے پاس ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے حق اور صحیح عقیدے کی دولت سے صرف اہل حدیث کو مالا مال کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل حدیث اپنا دین اور اپنے عقائد طبقہ در طبقہ سلف صالحین سے لیتے رہے ہیں، یہاں تک کہ ان کا سلسلہ تابعین عظام تک پہنچ گیا۔ تابعین نے دین و عقائد رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام سے لیے اور صحابہ کرام نے رسول اکرم ﷺ سے یہ سب کچھ سیکھا۔ آپ ﷺ نے جس مضبوط دین اور صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دی تھی، اس کی معرفت صرف اسی طریقے سے ممکن ہے، جسے اہل حدیث نے اپنایا ہے۔ باقی تمام فرقوں نے دین کو اس اصل طریقے سے نہیں، بلکہ اپنی عقل و شعور اور رائے سے اخذ کیا ہے۔ چنانچہ

جب وہ کتاب و سنت کی کسی نص کو سنتے ہیں تو اسے اپنی عقلی کسوٹی پر پیش کرتے ہیں، اگر وہ اس معیار پر درست معلوم ہو تو اسے قبول کر لیتے ہیں، ورنہ رد کر دیتے ہیں۔ اگر وہ کسی وجہ سے اسے قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں تو بعد از کار تاویلات اور غلط معانی کے ذریعے اس میں تحریف پر اتر آتے ہیں۔ یوں یہ باقی فرقے حق سے دُور چلے گئے ہیں، انہوں نے دین کو پس پشت ڈال دیا ہے اور سنتِ رسول کو بے وقعت کر دیا ہے۔ ان کے برعکس اہل حق نے کتاب و سنت کو اپنا پیشوا اور دین کا ماخذ بنایا ہے۔ ان کی عقل اور رائے جو اختراع کرتی ہے، وہ اسے کتاب و سنت پر پیش کرتے ہیں، اگر اسے کتاب و سنت کے موافق پائیں تو اسے قبول کر کے اللہ کا شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے انہیں درست رائے قائم کرنے کی توفیق بخشی اور اگر وہ اپنی رائے کو کتاب و سنت کے مخالف پائیں تو اسے چھوڑ کر کتاب و سنت کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اس سلسلے میں اپنے آپ کو قصور وار ٹھہراتے ہیں، کیونکہ کتاب و سنت تو حق ہی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، جبکہ عقلِ انسانی کبھی حق کو پاتی ہے اور کبھی باطل کو۔“

(الحجّة في بيان المحجّة لأبي القاسم الأصبهاني: 237-238)

نیز فرماتے ہیں: وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ أَهْلَ الْحَدِيثِ هُمْ عَلَى الْحَقِّ، أَنَّكَ لَوْ طَالَعْتَ جَمِيعَ كُتُبِهِمُ الْمُصَنَّفَةَ مِنْ أَوَّلِهِمْ إِلَى آخِرِهِمْ، قَدِيمِهِمْ وَحَدِيثِهِمْ مَعَ اخْتِلَافِ بُلْدَانِهِمْ وَزَمَانِهِمْ، وَتَبَاعُدِ مَا بَيْنَهُمْ فِي الدِّيَارِ، وَسُكُونِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قُطْرًا مِّنَ الْأَقْطَارِ، وَجَدْتَهُمْ فِي بَيَانِ الْإِعْتِقَادِ عَلَى وَتِيرَةٍ وَاحِدَةٍ وَنَمَطٍ وَاحِدٍ، يَجْرُونَ فِيهِ عَلَى طَرِيقَةٍ لَا يَحِيدُونَ عَنْهَا، وَلَا يَمِيلُونَ فِيهَا، قَوْلُهُمْ فِي ذَلِكَ وَاحِدٌ وَنَقْلُهُمْ وَاحِدٌ، لَا تَرَى بَيْنَهُمْ اخْتِلَافًا وَلَا تَفَرُّقًا فِي شَيْءٍ مَّا وَإِنْ قَلَّ، بَلْ لَوْ جَمَعْتَ جَمِيعَ مَا

جَرَى عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ، وَنَقَلُوهُ عَنْ سَلَفِهِمْ، وَجَدْتَهُ كَأَنَّهُ جَاءَ مِنْ قَلْبٍ وَاحِدٍ، وَجَرَى عَلَى لِسَانٍ وَاحِدٍ، وَهَلْ عَلَى الْحَقِّ دَلِيلٌ أَبِينُ مِنْ هَذَا؟

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾ (النساء 4 : 82)، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران 3 : 103)، وَأَمَّا إِذَا نَظَرْتَ إِلَى أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ، رَأَيْتَهُمْ مُتَفَرِّقِينَ مُخْتَلِفِينَ أَوْ شِيعًا وَأَحْزَابًا، لَا تَكَادُ تَجِدُ اثْنَيْنِ مِنْهُمْ عَلَى طَرِيقَةٍ وَاحِدَةٍ فِي الْإِعْتِقَادِ، يُبَدِّعُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، بَلْ يَرْتَقُونَ إِلَى التَّكْفِيرِ، يُكْفِرُ الْإِبْنُ أَبَاهُ، وَالرَّجُلُ أَخَاهُ، وَالْجَارُ جَارَهُ، تَرَاهُمْ أَبَدًا فِي تَنَازُعٍ وَتَبَاغُضٍ وَاخْتِلَافٍ، تَنْقُضِي أَعْمَارَهُمْ وَلَمَّا تَتَّفِقْ كَلِمَاتِهِمْ، ﴿تَحْسِبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّى ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ﴾ (الحشر 59 : 14)، أَوْ مَا سَمِعْتَ أَنَّ الْمُعْتَرِلَةَ مَعَ اجْتِمَاعِهِمْ فِي هَذَا اللَّقَبِ يُكْفِرُ الْبَغْدَادِيُّونَ مِنْهُمْ الْبَصَرِيِّينَ، وَالْبَصَرِيُّونَ مِنْهُمْ الْبَغْدَادِيِّينَ، وَيُكْفِرُ أَصْحَابُ أَبِي عَلِيٍّ الْجَبَائِيَّ ابْنَهُ أَبَا هَاشِمٍ، وَأَصْحَابُ أَبِي هَاشِمٍ يُكْفِرُونَ أَبَاهُ أَبَا عَلِيٍّ، وَكَذَلِكَ سَائِرُ رُؤُوسِهِمْ وَأَرْبَابُ الْمَقَالَاتِ مِنْهُمْ، إِذَا تَذَكَّرْتَ أَقْوَالَهُمْ رَأَيْتَهُمْ مُتَفَرِّقِينَ يُكْفِرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَيَتَبَرَّأُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، كَذَلِكَ الْخَوَارِجُ وَالرَّوَافِضُ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَسَائِرُ الْمُبْتَدِعَةِ بِمِثَابَتِهِمْ، وَهَلْ عَلَى الْبَاطِلِ دَلِيلٌ أَظْهَرُ مِنْ هَذَا؟

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ﴾ (الأنعام 6 : 159)، وَكَانَ السَّبَبُ فِي اتِّفَاقِ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَنَّهُمْ أَخَذُوا الدِّينَ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَطَرِيقِ النَّقْلِ، فَأَوْرَثَهُمُ الْإِتِّفَاقَ وَالِاتِّبَالَ، وَأَهْلُ الْبِدْعَةِ أَخَذُوا الدِّينَ مِنَ الْمَعْقُولَاتِ وَالْأَرَءِ، فَأَوْرَثَهُمُ الْإِفْتِرَاقَ وَالِاخْتِلَافَ، فَإِنَّ النَّقْلَ وَالرِّوَايَةَ مِنَ الثِّقَاتِ وَالْمُتَّقِينَ قَلَمًا يَخْتَلِفُ، وَإِنْ اخْتَلَفَ فِي لَفْظٍ أَوْ كَلِمَةٍ، فَذَلِكَ اخْتِلَافٌ لَا يَضُرُّ الدِّينَ، وَلَا يَقْدَحُ فِيهِ، وَأَمَّا دَلَائِلُ الْعَقْلِ فَقَلَمًا تَتَّفَقُ، بَلْ عَقْلٌ كُلٌّ وَاحِدٌ؛ يَرَى صَاحِبُهُ غَيْرَ مَا يَرَى الْآخَرُ، وَهَذَا بَيِّنٌ.

”اہل حدیث کے اہل حق ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ اگر آپ ان کی اول و آخر اور قدیم و جدید تمام کتابوں کا مطالعہ کر لیں، تو باوجود ان کے علاقوں اور زمانوں کے مختلف ہونے اور ان کے باہمی فاصلوں اور دنیا کے مختلف کونوں میں رہائش پذیر ہونے کے، آپ ان کو ایک ہی طرز اور طریقے پر عقائد کا بیان کرتے پائیں گے، ان کا منہج ایک ہی ہوگا، جس سے وہ کبھی نہیں ہٹیں گے۔ عقائد میں ان کا قول اور دلیل ایک ہی ہوگی، ان کے مابین کوئی معمولی سا اختلاف و انتشار بھی آپ تلاش نہیں کر سکتے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ بات کہ اگر آپ ان کی زبانوں سے نکلے ہوئی اور ان کی اپنے سلف سے نقل کردہ تمام باتیں جمع کر لیں، تو آپ کو یوں محسوس ہوگا کہ وہ ایک ہی دل سے نکل کر ایک ہی زبان پر جاری ہوئی ہیں۔ کیا کسی کے حق ہونے پر اس سے بڑھ کر بھی کوئی دلیل ہوگی؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ

غَيْرِ اللَّهِ لَوْ جَدُّوْا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿النساء 4 : 82﴾ (کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے، اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے)۔ نیز فرمایا: ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران 3 : 103) (اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو)۔ اس کے برعکس جب آپ اہل بدعت کو دیکھیں گے تو ان کو تفرقہ و اختلاف میں مبتلا اور گروہوں میں بٹے ہوئے پائیں گے۔ عقائد کے معاملے میں ان میں سے کسی دو کو بھی آپ کسی ایک منہج پر متفق نہیں پائیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے ایک دوسرے کو بدعتی کہتا ہے، بلکہ وہ ایک دوسرے کی تکفیر تک پہنچ جاتے ہیں۔ بیٹا اپنے باپ کو، بھائی اپنے بھائی کو اور پڑوسی اپنے پڑوسی کو کافر قرار دیتا نظر آتا ہے۔ وہ ہمیشہ جھگڑے اور بغض و عناد میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کی عمریں گزر جاتی ہیں، لیکن کسی ایک بات پر جمع نہیں ہو پاتے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ﴾ (الحشر 59 : 14) (آپ انہیں متفق سمجھتے ہیں، لیکن ان کے دل جدا جدا ہیں، اس لیے کہ یہ بے شعور قوم ہیں)۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ تمام معتزلہ لقبِ اُمتزِال میں متحد تھے، اس کے باوجود بغداد کے معتزلہ بصرہ کے معتزلہ کو کافر کہتے ہیں اور بصرہ والے بغداد والوں کو، ابو علی جبائی کے اصحاب اس کے بیٹے ابو ہاشم کو کافر کہتے ہیں اور ابو ہاشم کے اصحاب اس کے باپ ابو علی کو کافر قرار دیتے ہیں۔ یہی حال ان کے باقی اکابر اور اہل قلم کا ہے۔ جب آپ گمراہ لوگوں کے اقوال پر غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ متفرق ہیں، ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اور ایک دوسرے سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ خوارج، روافض اور تمام اہل بدعت کی صورتِ حال ایسی ہی ہے۔ کیا ان کے باطل ہونے پر اس سے بھی بڑی کوئی

دلیل ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا لَّسْتُ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ﴾ (الأنعام 6 : 159) (بلاشبہ جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہوں میں بٹ گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ ہی کے سپرد ہے)۔ اہل حدیث کے متفق ہونے کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے اپنا دین کتاب و سنت سے نقل درنقل کے ذریعے اخذ کیا ہے۔ قرآن و سنت نے ان میں اتفاق و اتحاد پیدا کر دیا، جبکہ اہل بدعت نے اپنا دین عقل اور رائے سے اخذ کیا اور عقل و رائے نے ان میں تفرقہ و اختلاف پیدا کیا۔ کیونکہ ثقہ و با اعتماد راویوں کی نقل و روایت میں کم ہی اختلاف ہوتا ہے اور جو اختلاف ہوتا ہے، وہ بھی لفظی ہوتا ہے، جو کہ دین میں مضر اور قابل قدغن نہیں ہوتا۔ اس کے بالمقابل عقلی دلائل کم ہی متفق ہوتے ہیں، بلکہ ہر شخص کی عقل وہ سوچتی ہے جو دوسرے نہیں سوچتے۔ یہ بالکل واضح بات ہے۔“

(الحجة في بيان المحجة لأبي القاسم الأصبهاني: 2/ 239-241)

مشہور تابعی، امام قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ (61-118ھ) نے کیا خوب فرمایا ہے:

وَلَعَمْرِي! لَوْ كَانَ أَمْرُ الْخَوَارِجِ هُدًى لَّاجْتَمَعَ، وَلَكِنَّهُ كَانَ ضَلَالَةً فَتَفَرَّقَ .

”قسم ہے، اگر خوارج ہدایت پر ہوتے تو وہ متفق ہوتے، لیکن وہ گمراہی پر تھے، اس لیے تفرقے میں پڑ گئے۔“ (تفسیر عبد الرزاق: 375، تفسیر الطبري: 3/ 178، وسنده صحيح)

امام، ابو محمد، عبد اللہ بن مسلم، ابن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ (213-276ھ) فرماتے ہیں:

وَلَوْ أَرَدْنَا - رَحِمَكَ اللَّهُ - أَنْ نَنْتَقِلَ عَنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ وَنَرْغَبَ عَنْهُمْ، إِلَى أَصْحَابِ الْكَلَامِ وَنَرْغَبَ فِيهِمْ، لَخَرَجْنَا مِنْ اجْتِمَاعٍ إِلَى تَشَتُّتٍ، وَعَنْ نِظَامٍ إِلَى تَفَرُّقٍ، وَعَنْ أُنْسٍ إِلَى وَحْشَةٍ، وَعَنِ اتِّفَاقٍ إِلَى اخْتِلَافٍ .

”اگر (بافتراض) ہم اہل حدیث کو چھوڑ کر اہل کلام (اہل رائے) میں شامل ہو جائیں تو یقیناً ہم اجتماعیت کو چھوڑ کر انتشار میں، نظم کو چھوڑ کر تفرقے میں، محبت کو چھوڑ کر نفرت میں اور اتفاق کو چھوڑ کر اختلاف میں داخل ہو جائیں گے۔“ (تأویل مختلف الحديث، ص: 16)

شیخ الاسلام، تقی الدین، احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

وَبِالْجُمْلَةِ فَالْثَّبَاتُ وَالِاسْتِقْرَارُ فِي أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ أَضْعَافُ أَضْعَافٍ أَضْعَافٍ مَا هُوَ عِنْدَ أَهْلِ الْكَلَامِ وَالْفَلَسَفَةِ.

”الغرض اہل حدیث ثبات و استقامت میں اہل کلام و فلسفہ سے کئی گنا زیادہ پختہ ہوتے ہیں۔“ (مجموع الفتاوی: 51-50/4)

نیز فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَنْصَبَ لِلْأُمَّةِ شَخْصًا يَدْعُو إِلَى طَرِيقَتِهِ وَيُوَالِي وَيُعَادِي عَلَيْهِ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يَنْصَبَ لَهُمْ كَلَامًا يُوَالِي عَلَيْهِ وَيُعَادِي غَيْرَ كَلَامِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَا اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ، بَلْ هَذَا مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْبِدْعِ الَّذِينَ يَنْصُبُونَ لَهُمْ شَخْصًا أَوْ كَلَامًا يُقَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْأُمَّةِ يُوَالُونَ بِهِ عَلَى ذَلِكَ الْكَلَامِ أَوْ تِلْكَ النَّسَبَةِ وَيُعَادُونَ.

”کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ امت کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی ایک شخص کو متعین کرے اور اسی کے راستے کی دعوت دے، نیز اسی کو محبت و نفرت کا معیار بنائے۔ نہ کسی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اللہ و رسول کے قول اور اجماع امت کے علاوہ کسی اور کلام کو متعین کر کے اسے محبت و عداوت کا معیار بنائے۔ ایسا کرنا تو ان بدعتی لوگوں کا شیوا ہے جو کسی (امتی کی) کلام اور نسبت کی بنا پر محبت و عداوت کا اظہار کرتے ہیں۔“

(مجموع الفتاوی: 164/20، درء تعارض العقل والنقل: 272-273/1)



نیز فرماتے ہیں: شِعَارُ الطَّائِفَةِ النَّاجِيَةِ هُوَ السُّنَّةُ وَالْجَمَاعَةُ، دُونَ الْبِدْعَةِ وَالْفِرْقَةِ. ”نجات پانے والی جماعت کا شعار سنت اور اجتماعیت ہے،

نہ کہ بدعت اور تفرقہ۔“ (بیان تلبیس الجہمیۃ: 310/2)

مزید فرماتے ہیں: الْبِدْعَةُ مَقْرُونَةٌ بِالْفِرْقَةِ، كَمَا أَنَّ السُّنَّةَ مَقْرُونَةٌ بِالْجَمَاعَةِ، فَيَقَالُ: أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، كَمَا يَقَالُ: أَهْلُ الْبِدْعَةِ وَالْفِرْقَةِ.

”بدعت اور تفرقہ لازم و ملزوم ہے، جیسا کہ سنت اور اجتماعیت لازم و ملزوم ہے۔ ویسے بھی اہل علم اہل سنت کے ساتھ [والجماعة] کا لفظ بولتے ہیں اور اہل بدعت کے ساتھ [والفرقة] (تفرقہ بازی) کا اطلاق کرتے ہیں۔“ (الاستقامة: 42/1)

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن و حدیث نے فرقہ سے منع نہیں کیا، فرقہ سے منع کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاغْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران 3: 103)

”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں مت پڑو۔“

اسی طرح رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ»، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: «الْجَمَاعَةُ».

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ محمد ﷺ جان ہے! ضرور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے ایک فرقہ جنتی اور باقی بہتر (72) جہنمی ہوں گے۔“ [آپ سے سوال

کیا گیا کہ اللہ کے رسول! وہ جنتی فرقہ کن لوگوں پر مشتمل ہوگا؟ [فرمایا: وہ جماعت ہوں گے۔“

(سنن ابن ماجہ: 3992، وسندہ صحیح)

اس حدیث سے امت محمدیہ ﷺ کا تہتر فرقوں میں بٹنا اور ایک فرقے کا جنتی ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ فرقہ، گروہ یا جماعت مطلقاً ممنوع نہیں، ورنہ ایک فرقہ جنتی کیسے؟ بہتر فرقے کس جرم کی پاداش میں جہنمی بنیں گے؟ ناجی فرقے کا کیا منہج ہوتا ہے؟ اس کے بارے میں:

امام، ابو حاتم، محمد بن حبان، ابن حبان، تیمی رحمہ اللہ (م: 354ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَنْ وَاظَبَ عَلَى السُّنَنِ، قَالَ بِهَا، وَلَمْ يُعْرِجْ عَلَى غَيْرِهَا مِنَ الْأَرَاءِ مِنَ الْفِرْقَةِ النَّاجِيَةِ فِي الْقِيَامَةِ، جَعَلَنَا اللَّهُ مِنْهُمْ بِمَنَّةٍ.

”جو شخص سنت کی پابندی کرتا ہے، سنت ہی کے مطابق اپنا مذہب بناتا ہے اور سنت کو چھوڑ کر آراء پر عمل نہیں کرتا، وہ قیامت کے دن فرقہ ناجیہ میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں بھی اس میں شامل فرمائے۔“ (صحیح ابن حبان: 180/1)

علامہ، ابراہیم بن موسیٰ، شاطبی رحمہ اللہ (م: 790ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْجَمَاعَةَ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ وَأَصْحَابُهُ وَالتَّابِعُونَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ.

”نجات پانے والی جماعت ان لوگوں پر مشتمل ہوگی، جو نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام اور

تابعین عظام کے بتائے ہوئے طریقے پر قائم رہے۔“ (الاعتصام: 28/1)

شیخ الاسلام، تقی الدین، احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

فَإِذَا كَانَ وَصَفُ الْفِرْقَةِ النَّاجِيَةِ اتَّبَاعَ الصَّحَابَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَلِكَ شِعَارُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، كَانَتِ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَالسُّنَّةُ مَا كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

هُوَ وَأَصْحَابُهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِهِ .

”جب (حدیث میں) فرقہ ناجیہ کی صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ صحابہ کرام کے رسول اکرم ﷺ کے عہد میں اپنائے گئے طریقے کی پیروی کریں گے اور یہ طریقہ اہل سنت والجماعت ہی کا ہے، تو فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت ہی ہوئے۔ سنت اس طریقے کو کہتے ہیں، جس پر آپ ﷺ خود اور آپ ﷺ کے عہد میں صحابہ کرام کاربند تھے۔“ (منہاج السنّة: 457/3)

علامہ، عبید اللہ بن محمد عبد السلام، مبارکپوری رحمہ اللہ (1327-1414ھ) فرماتے ہیں:

«وَهِيَ الْجَمَاعَةُ»، أَيِ الْمُوَافِقُونَ لِجَمَاعَةِ الصَّحَابَةِ الْآخِذُونَ بِعَقَائِدِهِمْ، الْمُتَمَسِّكُونَ بِطَرِيقَتِهِمْ، وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، أَيِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ الَّذِينَ اجْتَمَعُوا عَلَى اتِّبَاعِ آثَارِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَمِيعِ الْأَحْوَالِ، وَاتَّفَقُوا عَلَى الْآخِذِ بِتَعَامُلِ الصَّحَابَةِ وَاجْتِمَاعِهِمْ، وَلَمْ يَبْتَدِعُوا بِالتَّحْرِيفِ وَالتَّغْيِيرِ، وَلَمْ يُبَدِّلُوا بِالْأَرَاءِ الْفَاسِدَةِ .

”حدیث نبوی کے مطابق کامیاب ہونے والی جماعت میں وہ لوگ شامل ہوں گے، جو صحابہ کرام کی جماعت کے پیروکار ہوں گے، یعنی انہی کے عقائد اپنائیں گے اور انہی کے منہج کو لازم پکڑیں گے۔ یہ لوگ اہل سنت والجماعت، یعنی اہل حدیث ہی ہیں، جو کہ ہر حال میں آپ ﷺ کی احادیث پر عمل کرنے پر متفق ہیں، نیز صحابہ کرام کے تعامل اور اجماع کو اپنانے پر بھی مجتمع ہیں۔ انہوں نے تحریف و تبدل کے ذریعے نہ کوئی بدعت اختیار کی ہے اور نہ فاسد آراء کے ذریعے دین میں کوئی تبدیلی کی ہے۔“

(مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: 278/1)

